جواہر المنطق

مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی
رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ قادریہ
○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

تقریظ جلیل

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ
محدث دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڈھ، یو، پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ فیض المنطق مصنفہ مولانا بدر الدین احمد سلمہٗ ربہٗ کے مطالعہ سے بڑی خوشی ہوئی اس رسالہ میں منطق مسائل جدید طریقہ پر مثالوں کے ذریعہ عام فہم کئے گئے ہیں، عام محاورات میں نہایت دلکش اور دل نشیں طور پر مسائل کی تفہیم کی گئی ہے، کم استعداد طلبہ کو بھی مسائل کے سمجھنے میں سہولت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو مقبولِ انام بنائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید تصنیفات کی توفیق رفیق بخشے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

عبدالعزیز عفی عنہ
۱۳؍ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد المتفرد المتنزہ عن سمات الحدوث والعیب والنقصان الذی جعل رسولہ سیدنا محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم عالما بالکلیات والجزئیات مما یکون وما کان۔ و اوجب التصدیق بنبوتہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم علی کافۃ الخلق من الملک والجن والانسان وغیرھم من الموجودات التی لا یعلم احصائہا الا ربہا القادر الجبار الحکیم المنان۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام من اللہ العزیز الرحیم الکریم الرحمٰن۔ علی من ارسلہ رحمۃ للعٰلمین من الملک والفلک والجماد والجسم النامی والحیوان۔ وغیرھا من الکائنات مما ھو مستور عنا وما ھو لنا عیان۔ وعلی آلہ واصحابہ الذین اقاموا لاعلاء الکلمات الیقینیات الحجۃ والبرھان وعلی علماء ملتہ من اھل النظر وشھداء محبتہ من اصحاب التصور ومشائخ طریقتہ من ارباب الاذعان لاسیما علی السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی والشیخ المجدد الامام احمد رضا البریلوی الداعی الی عقائد اھل الایمان۔

تمہید

جس طرح گفتگو اور بات چیت میں غلطی سے بچنے کے لئے نحو و صرف کے قواعد اور اصول معلوم کر کے ان کی پابندی کرنی پڑتی ہے یونہی غور و فکر اور اس سے نتیجے نکالنے میں غلطی سے بچنے کے لئے **فنِ منطق** کے اصول اور قوانین کی پابندی ضروری ہے۔ پھر چونکہ غور و فکر کا تعلق علم سے ہے اور علم کا مسکن اور ٹھکانا ذہن ہے اس لئے ذیل میں علم اور ذہن کی توضیح پیش کی جاتی ہے۔

ذہن انسان کی اس قوت کا نام ہے جس میں اشیاء کی صورتیں چھپتی ہیں، ذہن ہی کو قوتِ ادراکہ اور قوتِ مدرکہ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال آئینہ میں بھی صورتیں چھپتی ہیں تو کیا آئینہ اور ذہن میں کچھ فرق ہے؟

جواب آئینہ اور ذہن میں کئی طرح سے فرق ہے چنانچہ

(۱) خود آئینہ نظر آسکتا ہے، اس کو چھُوا جا سکتا ہے لیکن ذہن نہ تو نظر آسکتا ہے اور نہ اس کو چھُوا جا سکتا ہے۔

(۲) آئینہ میں شئے کا صرف ایک رُخ چھپتا ہے اور ذہن میں شئے کی پوری تصویر چھپتی ہے۔

(۳) آئینہ میں ہوا، آواز، خوشبو، بدبو، میٹھے، کھٹے کی صورتیں نہیں چھپتی، آئینہ میں صرف انہیں چیزوں کی صورتیں چھپتی ہیں جو نظر آسکیں اور ذہن میں ہر اس چیز کی صورت چھپ سکتی ہے جو دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، چھُونے یا سوچنے میں آئے مثلاً زید، آواز، خوشبو، میٹھا، ہوا اور مفہوم کی صورتیں ذہن میں چھپ سکتی ہیں۔

سوال کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو چھُونے میں آئے لیکن دیکھی نہ جا سکے؟

جواب ہاں وہ ہوا ہے جو دیکھی نہیں جا سکتی اور چھوئی جا سکتی ہے۔

سوال وہ کونسی چیز ہے جو نہ تو نظر آسکتی ہے، نہ سُنی جا سکتی ہے، نہ سونگھی جا سکتی ہے، نہ چکھی جا سکتی ہے اور نہ چھُوئی جا سکتی ہے لیکن سوچی جا سکتی ہے؟

جواب بہت سی چیزیں ہیں جیسے بھوک، پیاس، درد، علم، جہل وغیرہ۔

عِلم

پیارے بچو! منطقیوں نے علم کی کئی طرح سے تعریف کی ہے، ہم تمہاری سمجھ کے مطابق آسان تعریف کا انتخاب کر کے ذیل میں لکھتے ہیں؛

علم، ذہن میں شے کی چھپی ہوئی صورت کو کہتے ہیں، مختصر لفظوں میں یوں سمجھو کہ شے کی صورتِ ذہنیہ کا نام علم ہے۔

سوال عربی لغت میں تو علم کا معنی انکشاف یعنی "جاننا" بتایا گیا ہے اور یہاں علم کا معنی صورتِ ذہنیہ ہے، تو جاننا اور صورتِ ذہنیہ میں کیا تعلق ہے؟

جواب ان دونوں میں بڑا گہرا تعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ شے کی صورتِ ذہنیہ کے ذریعہ شے کا جاننا ہوتا ہے یعنی جب ہمارے ذہن میں کسی شے کی صورت چھپتی

عہ یہ تعریف منطقیوں کے مسلک پر لکھی گئی ہے۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک علم وہ نور ہے جس کے دائرہ میں جو شے آجائے، منکشف ہو جائے۔ ملاحظہ ہو ملفوظاتِ اعلیٰحضرت حصہ دوم ص۳ عہ ملاحظہ ہو بدایۃ المنطق ص۲ مصنفہ حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب مدظلہ

ہے تو ہم اس شئے کو جان لیتے ہیں۔

تصوّر اور تصدیق

جاننا چاہئے کہ منطقیوں نے علم کی دو قسمیں کی ہیں تصور اور تصدیق، لیکن چونکہ تصدیق کا سمجھنا نسبتِ خبریہ کے ذہن نشین ہونے پر موقوف ہے اس لئے ہم پہلے نسبت خبریہ کو بیان کریں گے، اس کے بعد تصور اور تصدیق کی تعریف پیش کریں گے۔

نسبت دو چیزوں کے درمیان لگاؤ کو کہتے ہیں جیسے قلم کی سرخی، قلم سرخ ہے۔ پہلی مثال میں نسبت ادھوری اور دوسری مثال میں پوری ہے، اس سے ثابت ہوا کہ نسبت کی دو قسم ہیں، ایک ناقصہ، دوسری تامہ۔

نسبتِ تامہ وہ نسبت ہے جس سے مخاطب کو پورا فائدہ حاصل ہو جیسے زمین ساکن ہے۔ آسمان متحرک نہیں۔ قلم سرخ ہے۔ کیا وہ زید ہے۔ ان مثالوں میں نسبتِ تامہ پائی جاتی ہے۔

نسبتِ ناقصہ وہ نسبت ہے جس سے مخاطب کو پورا فائدہ حاصل نہ ہو جیسے قلم کی سرخی۔ ہوشیار لڑکا۔ ان فقروں میں نسبتِ ناقصہ پائی جاتی ہے۔

پھر نسبتِ تامہ کی دو قسم ہیں، نسبتِ خبریہ اور نسبتِ انشائیہ۔

نسبتِ خبریہ وہ نسبت ہے جس کو صادق مانا جائے یا کاذب جیسے زمین آسمان کے نیچے ہے۔ آسمان زمین سے چھوٹا ہے۔ پہلی مثال میں نسبت صادق ہے اور دوسری مثال میں نسبت کاذب ہے۔

نسبتِ انشائیہ وہ نسبت ہے جس کو نہ صادق مانا جائے نہ کاذب جیسے تم ہمیشہ سچ بولو۔ کیا آپ کا نام حامد ہے؟ ان مثالوں میں نہ تو نسبت صادق ہے نہ کاذب۔

پھر نسبتِ خبریہ کی دو قسم ہیں، ایجابیہ اور سلبیہ۔

نسبتِ ایجابیہ جب ایک شئے کو دوسری شئے کے لئے ثابت مانا جائے تو ان دونوں کے درمیان نسبتِ ایجابیہ ہوگی جیسے زید ہوشیار ہے۔ اس مثال میں ذاتِ زید اور ہوشیار کے درمیان نسبتِ ایجابی پائی جاتی ہے۔

نسبتِ سلبیہ جب ایک شئے سے کسی دوسری شئے کو برطرف مانا جائے تو ان دونوں کے درمیان نسبتِ سلبیہ ہوگی جیسے بجر اندھا نہیں۔ اس مثال میں بجر اور اندھا کے درمیان نسبتِ سلبی پائی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ جن دو چیزوں کے درمیان نسبتِ خبریہ ہوتی ہے، ان میں ایک محکوم علیہ اور دوسری محکوم بہ ہوگی جیسے زید ہوشیار ہے۔ اس مثال میں زید محکوم علیہ و ہوشیار محکوم بہ ہے اور لفظ "ہے" رابطہ ہے جو ایجابی نسبت پر دلالت کرتا ہے اور جیسے بجر اندھا نہیں، اس میں بجر محکوم علیہ اور اندھا محکوم بہ اور لفظ "نہیں" رابطہ ہے جو سلبی نسبت پر دلالت کرتا ہے۔

اب ذیل میں تصور اور تصدیق کی تعریف لکھی جاتی ہے:

تصور شئے کی وہ صورتِ ذہنیہ جو اذعان سے خالی ہو مثلاً زید، آسمان، اندھا، زمین، ہوشیار وغیرہ کی صورتِ ذہنیہ تصور ہے۔

تصدیق نسبتِ خبریہ کی وہ صورتِ ذہنیہ جو اذعان ہو جیسے زمین گول ہے کی نسبتِ خبریہ کی صورتِ ذہنیہ اذعانیہ تصدیق ہے۔

مشقی سوالات

(۱) ذہن کی تعریف کرو۔

(۲) علم کا لغوی اور منطقی معنی بیان کرو۔

(۳) تصور اور تصدیق کا مقسم کیا ہے ؟

(۴) پسرِ زید کی صورتِ ذہنیہ تصور ہے یا تصدیق ؟

(۵) ایسی مثالیں لاؤ جن میں نسبتِ ایجابیہ یا سلبیہ پائی جاتی ہو۔

دلالت کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہتے ہیں جیسے دھوئیں کے علم سے آگ کے وجود کا علم ہوتا ہے، دھوپ دیکھ کر طلوعِ آفتاب کا علم ہوتا ہے تو دھواں، دھوپ، دال اور آگ، آفتاب مدلول ہے۔

وضع کسی چیز کو دوسری چیز کے مقابلے میں اس طرح خاص کر دینا کہ شئے اول کے جاننے سے شئے ثانی کا جاننا لازم ہو، شئے اول کو موضوع اور شئے ثانی کو موضوع لہٗ کہیں گے جیسے لفظ قلم کے جاننے سے خود قلم کا علم حاصل ہوتا ہے لفظِ "قلم" موضوع اور خود قلم موضوع لہٗ ہوگا۔

پھر دلالت کی چھ قسمیں ہیں :

(۱) دلالت وضعیہ لفظیہ (۲) دلالت وضعیہ غیر لفظیہ

(۳) دلالت طبعیہ لفظیہ (۴) دلالت طبعیہ غیر لفظیہ

(۵) دلالت عقلیہ لفظیہ (۶) دلالت عقلیہ غیر لفظیہ

دلالتِ وضعیہ لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں وضع کی وجہ سے کوئی لفظ اپنے معنی کو بتائے جیسے لفظِ زید کی دلالت اپنے معنی یعنی ذاتِ زید، اس دلالت میں لفظ "زید" کو موضوع اور ذاتِ زید کو موضوع لہٗ کہیں گے۔

دلالتِ وضعیہ غیر لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں وضع کی وجہ سے لفظ کے ماسوا کوئی چیز کسی دوسری چیز کو بتائے جیسے تحریر کی دلالت اپنے مضمون اور

جیسے ۴-۸-۱۲ کے ہندسے کی دلالت مخصوص عددوں پر۔

دلالت طبعیہ لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کا پیدا کیا ہوا لفظ کسی چیز کو بتائے جیسے اوہ اوہ کی دلالت سینے کی تکلیف پر۔

دلالت طبعیہ غیر لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں طبیعت سے لفظ کے ماسوٰی ایسی چیز پیدا ہو جو دوسری چیز پر دلالت کرے جیسے چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر اور چہرے کی زردی کی دلالت خوف و ہراس پر اور جیسے گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت گھاس مانگنے پر۔

دلالت عقلیہ لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں لفظ وجودِ لافظ پر دلالت کرے جیسے پسِ دیوار کی مہمل آواز کی دلالت وجودِ لافظ پر۔

دلالت عقلیہ غیر لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں لفظ کے ماسوٰی وضع اور طبع کے دخل کے بغیر کسی چیز کی دلالت کسی دوسری چیز پر ہو جیسے زمین و آسمان کی دلالت خدائے تعالےٰ کے وجود پر اور جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

سوال منطقی کتابوں میں عام طور پر دلالت عقلیہ لفظیہ کی مثال یوں پیش کی جاتی ہے کہ جیسے لفظِ دیز، جو دیوار کے پیچھے سے سنا گیا، اس کی دلالت بولنے والے کے وجود پر، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کی بجائے دیز کیوں اختیار کیا گیا اور پھر مزید براں یہ کہ لفظ دیز دیوار کے پیچھے سے سنا گیا ہو۔

جواب اربابِ منطق کا مقصود یہ ہے کہ مثال میں ایسی دلالت پیش کی جائے جو صرف دلالتِ عقلیہ لفظیہ ہو لہٰذا دیز کی بجائے اگر لفظِ زید اختیار کیا جاتا تو چونکہ یہ لفظ بامعنی ہے اس لئے دلالتِ عقلیہ لفظیہ کے ساتھ دلالت وضعیہ بھی پائی جاتی مثلاً جب دیوار کے پیچھے کوئی بولنے والا لفظِ زید بولے گا تو زید کا لفظ جہاں اس بات پر

دلالت کرے گا کہ دیوار کے اُس پار کوئی بولنے والا ہے وہیں یہ لفظ ذاتِ زید پر بھی دلالت کرے گا تو پھر اس صورت میں لفظِ زید کی دلالت صرف دلالت عقلیہ لفظیہ نہ ہوگی بلکہ دلالت وضعیہ لفظیہ بھی ہوگی اس لئے منطقیوں نے زید کا اُلٹا دیز کو جو ایک مہمل لفظ ہے اختیار کیا تاکہ اس لفظ کی دلالت، دلالت وضعیہ لفظیہ نہ بن سکے پھر اگر لفظِ دیز کا بولنے والا سامنے موجود ہو تو اس کے وجود کا علم دیکھنے ہی سے ہو جائے گا خواہ دیز کا لفظ وہ بولے یا نہ بولے لہٰذا وجودِ لافظ پر لفظِ دیز کی دلالت اسی وقت معتبر ہوگی جب کہ وہ لفظ کسی چیز کی آڑ سے سنا گیا ہو۔

واضح ہو کہ فنِ منطق میں ان چھ دلالتوں میں سے صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہی کا اعتبار ہے کیونکہ استاذ کے سمجھانے اور متعلم کے سمجھنے میں آسانی اسی سے ہے اگرچہ دلالت وضعیہ غیر لفظیہ مثلاً تحریر کی دلالت سے بھی افادہ و استفادہ کا کام لیا جاسکتا ہے لیکن اس میں دشواری ضرور ہے۔

جس چیز کے مقابلے میں کوئی لفظ متعین کیا جائے اسی کو معنی موضوع لہٗ کہا جاتا ہے، پھر جب کوئی لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرے تو اس معنی موضوع لہٗ کو مدلول مطابقی اور اس دلالت کو دلالت مطابقی قرار دیا جائیگا جیسے لفظِ انسان کی دلالت حیوان اور ناطق کے مجموعہ پر دلالت مطابقی ہے اور حیوان، ناطق کا مجموعہ مدلول مطابقی ہے اور جیسے لفظِ زید کی دلالت ذاتِ زید پر دلالت مطابقی ہے اور ذاتِ زید مدلول مطابقی ہے۔

اور جب کوئی لفظ اپنے معنی موضوع لہٗ کے جزء پر دلالت کرے تو جزءِ معنی موضوع لہٗ کو مدلول تضمنی اور اس دلالت کو دلالت تضمنی کہا جائے گا جیسے لفظِ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر دلالت تضمنی ہے اور صرف حیوان یا صرف ناطق مدلول تضمنی ہے۔

اور جب کوئی لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس لفظ کے معنی موضوع لہٗ کے لئے لازم ہو تو اس لازم معنی کو مدلول التزامی اور اس دلالت کو دلالت التزامی کہا جائے گا جیسے لفظِ نبی[1] کا معنی موضوع لہٗ مُخبِر عَنِ الغَیب یعنی غیب کی باتیں بتانیوالا ہے اور "غیب کی باتیں بتانے والا" کے لئے "غیب کی باتیں جاننے والا" لازم ہے، تو لفظِ نبی کی دلالت "دانندۂ غیب" پر دلالت التزامی ہے اور دانندۂ غیب مدلول التزامی ہے۔

یہ تینوں دلالتیں یعنی دلالت مطابقی، دلالت تضمنی، دلالتِ التزامی دلالت وضعیہ لفظیہ کی قسمیں ہیں۔ ذیل میں تینوں کی تعریفیں لکھی جاتی ہیں۔

دلالتِ مطابقی کسی لفظ کا اپنے پورے معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرنا جیسے لفظِ انسان کا حیوان ناطق کے مجموعہ پر دلالت کرنا، اور جیسے لفظِ بکر کا ذاتِ بکر پر دلالت کرنا، دلالتِ مطابقی ہے۔

دلالتِ تضمنی کسی لفظ کا اپنے معنی موضوع لہٗ کے جزء پر دلالت کرنا جیسے لفظِ انسان کا صرف حیوان یا صرف ناطق پر دلالت کرنا دلالت تضمنی ہے۔

دلالتِ التزامی کسی لفظ کا اپنے معنی موضوع لہٗ کے لازم معنی پر دلالت کرنا جیسے لفظِ حاتم کا سخی پر دلالت کرنا اور جیسے لفظِ اربعہ کا زوج پر دلالت کرنا دلالت التزامی ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل دلالتوں میں دلالت کی قسموں کا تعین کرو۔

---

[1] المنجد مطبوعہ بیروت (لبنان)، ص۷۸۵ میں ہے النبی المخبر عن الغیب والمستقبل بالہام من اللہ تعالیٰ۔ دیوبندی مولوی عبد الحفیظ بلیاوی کی کتاب مصباح اللغات ص۸۳۹ میں ہے النبی: اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا۔

(۱) لکھے ہوئے حروف کی دلالت آواز پر، آوازوں کی دلالت اپنے معانی پر، نبض کے تیز چلنے کی دلالت بخار پر، دھوپ کی دلالت طلوعِ آفتاب پر۔

(۲) دھوئیں کی دلالت آگ پر، یہ دلالت مطابقی ہے یا التزامی یا اور کچھ؟ خوب سمجھ سوچ کر جواب دو۔

(۳) اُح اُح کی دلالت سینہ کی تکلیف پر، یہ دلالت مطابقی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ غور کر کے جواب دو۔

مفرد و مرکّب

لفظ موضوع کی پانچ قسمیں ہیں:۔

قسم اول وہ لفظ ہے جو بسیط ہو یعنی اس کے لئے جزء نہ ہو جیسے ہمزۂ استفہام یعنی أ۔

قسم دوم وہ لفظ ہے جس میں اجزاء ہوں مگر معنی پر کوئی جزء بھی دلالت نہ کرتا ہو جیسے قلم، کہ اس لفظ میں تین جزء ہیں ق، ل، م، لیکن معنی پر نہ تو قاف دلالت کرتا ہے نہ لام اور میم۔

قسم سوم وہ لفظ ہے جس کے لئے جزء ہو اور ہر جزء کسی معنی پر دلالت کرتا ہو مگر معنی مراد کے جزء پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے لفظ عبد اللہ (جب کسی انسان کا نام ہو)

توضیح

جاننا چاہیے کہ منطقیوں نے ذاتِ انسان، مثلاً زید کو تین مفہوم یعنی مفہومِ حیوان، مفہومِ ناطق، مفہومِ فلاں کا مجموعہ ٹھہرایا ہے۔ غور کرو لفظِ عبد اللہ، دو جزء

یعنی عبد اور اللہ[1] پر مشتمل ہے، معنی عبودیت پر لفظِ عبد اور ذاتِ رب العزۃ پر کلمۂ جلالت دلالت کر رہا ہے لیکن جب لفظ عبد اللہ کسی انسان مثلاً زید کا نام رکھ دیا جائے تو اس لفظ کا معنی مراد مفہومِ انسان، مفہومِ ناطق، مفہومِ فلاں کا مجموعہ ہوگا تو دیکھو علمی حالت میں لفظِ عبد اللہ کا کوئی جزء معنی مراد کے کسی جزء پر دلالت نہیں کر رہا ہے اگرچہ ہر جزء کسی نہ کسی معنی پر دال ہے۔

قسم چہارم وہ لفظ ہے جس کا جزء معنی مراد کے جزء پر دلالت کرتا ہو مگر یہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے لفظِ حیوان ناطق (جب کسی انسان کا نام ہو)

توضیح

لفظِ حیوان ناطق جب کسی انسان کا نام رکھ دیا جائے تو اس وقت اس لفظ کا معنی مراد تین مفہوم یعنی مفہومِ حیوان، مفہومِ ناطق، مفہومِ فلاں کا مجموعہ ہوگا تو حالتِ علمیت میں اگرچہ اس لفظ کا جزء معنی مراد کے جزء پر دلالت کر رہا ہے مثلاً حیوان جو لفظِ حیوانِ ناطق کا جزء ہے وہ مفہومِ حیوان پر جو معنی مراد کا جزء ہے، دلالت کر رہا ہے مگر یہ دلالت مقصود نہیں بلکہ علمی حالت میں مجموعۂ لفظ کی دلالت مجموعۂ معنی مراد پر مقصود ہے۔

قسم پنجم وہ لفظ ہے جس کے جزء کی دلالت معنی مراد کے جزء پر مقصود ہو جیسے حیوان ناطق (جب علم نہ ہو)، عبد اللہ (جب علم نہ ہو)، زید کھڑا ہے، بحر تراب نہیں، اپنا سبق یاد کرو، بزرگوں کے آگے آگے مت چلو۔

ان پانچ قسموں میں پہلی چار قسمیں مفرد ہیں اور پانچویں قسم مرکب ہے۔ اب ذیل میں مرکب اور مفرد کی تعریفیں لکھی جاتی ہیں:۔

مرکب وہ لفظ ہے جس کے جزء کی دلالت معنی مراد کے جزء پر مقصود ہو۔

---

[1] یعنی کلمۂ اللہ

مفرد وہ لفظ ہے جس کے جزء کی دلالت معنی مراد کے جزء پر مقصود نہ ہو۔

پھر مفرد کی تین قسمیں ہیں، اسم، کلمہ، اداۃ۔

اسم وہ لفظِ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کی ساخت اور ہیئت کسی زمانے پر دلالت نہ کرے، جیسے زَیْدٌ۔ المسجد، الصبح، المساء، امس، غداً، آج، چاقو، کاغذ۔

کلمہ وہ لفظ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کی بناوٹ اور صورت (ہیئت) کسی زمانۂ معین یعنی زمانۂ ماضی یا زمانۂ حال یا زمانۂ آئندہ پر دلالت کرے جیسے قَرَأَ، یَکْتُبُ، دیکھا، سنتا ہے، جائے گا۔

اداۃ وہ لفظِ مفرد ہے جو بغیر دوسرے لفظ ملائے اپنے معنی کو نہ بتائے جیسے مِنْ، الی، فی، لَا، نے، کو، سے، تک، نہیں، ہاں۔

سوال لفظِ صبح، دن کے ابتدائی وقت پر، لفظِ مسا، دن کے آخری وقت پر، لفظِ اَمْسِ یومِ گذشتہ پر، لفظِ غداً یومِ آئندہ پر، لفظِ آج یومِ موجود پر دلالت کرتا ہے تو پھر ان سب الفاظ کو کلمہ کیوں نہیں قرار دیا گیا؟

جواب تم نے کلمہ کی تعریف پر پوری طرح غور نہیں کیا، کلمہ کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس لفظ مفرد کا مادہ کسی معنی کو بتائے اور اس کی صورت زمانہ معین پر دلالت کرے وہ منطقیوں کے نزدیک کلمہ ہے، اور یہ تمہارے پیش کئے ہوئے الفاظ تو ان کی صورت زمانے پر دلالت نہیں کر رہی ہے بلکہ ان کا مادہ زمانہ پر دلالت کر رہا ہے اس لئے ان الفاظ کو کلمہ کی بجائے اسم قرار دیا گیا۔

پھر مفرد کے لئے ایک معنی ہونے کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں

علم، متواطی، مشکک۔

علم وہ مفرد ہے جس کا معنی متعین اور خاص ہو جیسے زید، مکہ، مدینہ، دجلہ، گنگا وغیرہ۔

مشکک وہ مفرد ہے جس کا معنی اپنے افراد پر یکساں صادق نہ آئے جیسے ابیض، طویل کے الفاظ۔ ابیض کا اطلاق دودھ پر اشد اور ہڈی پر اضعف ہے۔ طویل کا صدق تاڑ کے درخت پر ازید اور کھجور کے درخت پر انقص ہے۔

متواطی وہ مفرد ہے جس کا معنی اپنے افراد پر یکساں صادق آتا ہو جیسے انسان کہ اس کا معنی "حیوان ناطق" ہر فرد انسان پر خواہ وہ گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، ایرانی ہو یا عربی، سب پر برابری کے ساتھ صادق آتا ہے۔

پھر مفرد کے لئے متعدد معنی ہونے کے اعتبار سے اس کی چار قسمیں ہیں، مشترک، منقول، حقیقت، مجاز۔

مشترک وہ مفرد ہے جس کے چند معنی ہوں اور ان کے آپس میں کوئی مناسبت نہ ہو جیسے "سونا" جو ایک قیمتی دھات اور نیند کو کہتے ہیں۔ عربی میں اس کی مثال لفظِ عَیْن ہے جس کے معنی ذات، آنکھ، چشمہ (سوتا)، سونا (دھات)، سورج ہیں۔ فارسی میں اس کی مثال لفظِ "جہاں" ہے جس کے معنی "عالم" اور "کودنے والا" ہیں اور جیسے ہار[ع]، پھول، پھل۔

ع ہار کے دو معنی ہیں ایک شکست جو جیت کا مقابل ہے، دوسرے وہ جو گلے میں پہنا جاتا ہے، ایسے ہی پھول کے بھی دو معنی ہیں، ایک تو وہ جو سونگھا جاتا ہے، دوسرے وہ جو دھات کی ایک قسم ہے، اسی طرح پھل کے بھی دو معنی ہیں، ایک تو وہ جو کھایا جاتا ہے، دوسرے وہ جو چاقو اور تیر میں لگایا جاتا ہے۔

منقول وہ مفرد ہے جو پہلے ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا، پھر مناسبت کی وجہ سے دوسرے معنی میں استعمال ہوکر مشہور ہوگیا اور پہلا معنی چھوڑ دیا گیا جیسے لفظِ اسم،
پھر منقول کی تین قسمیں ہیں منقول شرعی، منقول عرفی، منقول اصطلاحی۔

منقولِ شرعی وہ لفظ ہے جس کو اربابِ شرع نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا جیسے لفظِ مسجد، صلوٰۃ، صوم، نکاح، طلاق۔

منقولِ عرفی وہ لفظ ہے جس کو عام لوگوں نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا جیسے لفظِ "دابۃ" جو پہلے زمین پر رینگنے والے ہر جانور کے لئے وضع ہوا تھا پھر چوپایہ کے لئے استعمال ہوکر اسی معنی میں مشہور ہوگیا۔

منقول اصطلاحی وہ لفظ ہے جس کو کسی خاص جماعت نے پہلے معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل کیا جیسے لفظِ اسم، فعل، حرف، معرب، مبنی اور جیسے لفظِ مشکک، متواطی۔

حقیقۃ وہ لفظ ہے جو اپنے معنی موضوع لہ میں استعمال کیا جائے جیسے لفظِ شیر (جب اس سے مراد وہ مشہور درندہ جانور ہو)

مجاز وہ لفظ ہے جو اپنے معنی موضوع لہ کے غیر میں استعمال کیا جائے جیسے لفظِ شیر (جب اس سے مراد بہادر انسان ہو)

مرکب کی دو قسمیں ہیں، مرکب تام، مرکب ناقص۔

مرکب تام وہ مرکب ہے جس سے مخاطب کو فائدۂ تامہ حاصل ہو یعنی سننے والے کو خبر یا طلب معلوم ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں، خبر، انشاء۔

خبر وہ مرکب تام ہے جو صدق و کذب کا حامل مانا جا سکے یعنی جس مرکب تام کے قائل کو سچا یا جھوٹا قرار دے سکیں، وہ خبر ہے، جیسے الانسان ذی حیات ہے۔

زمین ہمارے اوپر نہیں۔ خبر ہی کا دوسرا نام قضیہ ہے۔

انشاء وہ مرکب تام ہے جو صدق و کذب کا حامل نہ مانا جا سکے یعنی جس مرکب تام کے قائل کو سچا یا جھوٹا قرار نہ دے سکیں وہ انشاء ہے، جیسے تم نماز پڑھو، کاش میں امیر ہوتا تو زکوٰۃ دیتا، کیا تمہارا نام ابوبکر ہے؟

مرکب ناقص وہ مرکب ہے جس سے مخاطب کو فائدۂ تامہ حاصل نہ ہو جیسے غُلامُ زَیدٍ، رَجُلٌ عَالِمٌ، محمود کی کتاب، نیا قلم، از لکھنؤ۔

مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں، مرکب تقییدی، مرکب غیر تقییدی۔

مرکبِ تقییدی وہ مرکب ناقص ہے جس میں جزء ثانی، جزء اول کی قید ہو جیسے مردِ عالم، پسرِ زید۔

مرکبِ غیر تقییدی وہ مرکب ناقص ہے جس میں جزء ثانی، جزء اول کی قید نہ ہو جیسے فِي الدَّارِ، از کانپور۔

مترادفان ایسے دو لفظوں کو کہتے ہیں جو ایک معنی کے لئے وضع کئے گئے ہوں جیسے انسان و بشر۔

متباینان وہ دو لفظ ہیں جو الگ الگ معنی کے لئے وضع کئے گئے ہوں جیسے شجر و حجر۔

مشقی سوالات

(۱) زکوٰۃ، رومال، غیر منصرف، ان میں سے منقول متعین کرو۔

(۲) مندرجہ ذیل الفاظ میں متواطی، علم، مشکک کو تلاش کرو:

قلم، آگرہ، سرخ

(۳) غور کرکے بتاؤ کہ لفظ "مرکب" مفرد ہے یا مرکب؟

کُلّی اور جزئی کا بیان

وہ چیز جو ذہن میں حاصل ہو اسے مفہوم کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں کلّی اور جزئی۔

کُلّی وہ مفہوم ہے جس کا نفسِ تصور اس کو کثیرین پر صادق آنے سے منع نہ کرے جیسے انسان، حیوان۔

جُزئی وہ مفہوم ہے جس کا نفسِ تصور اس کو کثیرین پر صادق آنے سے منع کرے جیسے عثمان، یہ قلم، وہ انسان، یہ لی، دہلی، جمنا۔

فرد وہ مفہوم ہے جس پر کوئی کلی صادق آئے جیسے زید، انسان، حیوان، فرد ہی کا دوسرا نام جزئی اضافی بھی ہے۔

ھدایت

جاننا چاہیے کہ جزئی کے دو معنی ہیں ایک حقیقی، دوسرا اضافی۔ جزئی کی جو تعریف اوپر مذکور ہوئی اس کے اعتبار سے جزئی کو جزئی حقیقی کہا جاتا ہے اور جزئی حقیقی کو شخص بھی کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ دو کلیوں کے درمیان جو نسبت ہوتی ہے اس کی چار قسمیں ہیں، تساوی، تباین، عموم خصوص مطلق، عموم خصوص من وجہ۔

تساوی دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ ہر کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے انسان اور ناطق۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان متساویان کہا جاتا ہے۔

تباین دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ کوئی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اور فرس۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان متباینان کہتے ہیں۔

عموم خصوص مطلق دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ ایک کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے اور دوسری کلی اس کلی کے ہر فرد پر صادق نہ آئے بلکہ صرف بعض افراد پر صادق آئے جیسے حیوان اور انسان۔ ایسی دو کلیوں کو کلیان عام خاص مطلق کہا جاتا ہے اور ان دونوں کلیوں میں جو کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے وہ عام مطلق ہے اور دوسری کلی خاص مطلق ہے۔ مذکورہ بالا مثال میں حیوان عام اور انسان خاص ہے۔

عموم خصوص من وجہ دو کلیوں کا اس طرح ہونا کہ ہر کلی دوسری کلی کے صرف بعض افراد پر صادق آئے جیسے انگوٹھی اور چاندی، ایسی دو کلیوں کو کلیان عام خاص من وجہ کہا جاتا ہے۔

توضیح

کلیان متساویان میں سے کوئی ایک کلی جس مادہ[عہ] پر صادق آئے گی تو اس پہ دوسری کلی بھی ضرور صادق آئے گی جیسے ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ یعنی جس فرد پر انسان صادق آتا ہے اس پر ناطق صادق آتا ہے اور جس فرد پہ ناطق صادق آتا ہے اس پہ انسان بھی صادق آتا ہے۔

کلیان متباینان کے لئے دو مادے افتراق کے پائے جاتے ہیں جیسے

(۱) کوئی انسان حجر نہیں ---------- مادۂ افتراق

(۲) کوئی حجر انسان نہیں ---------- مادۂ افتراق

یعنی جس شخص پر انسان صادق آتا ہے اس پر حجر صادق نہیں آتا اور جس فرد پر حجر صادق آتا ہے اس پر انسان صادق نہیں آتا۔

عہ مصداق ۱۲

کلیاں عام خاص مطلق کے لئے بھی دو مادے پائے جاتے ہیں، ایک اجتماع کا اور دوسرا افتراق کا جیسے :

(۱) ہر انسان حیوان ہے ---------- مادۂ اجتماع

(۲) بعض حیوان انسان نہیں ---------- مادۂ افتراق

اور جیسے

(۱) ہر کلی مفہوم ہے ---------- مادۂ اجتماع

(۲) بعض مفہوم کلی نہیں ---------- مادۂ افتراق

کلیاں عام خاص من وجہ کے لئے تین مادے ہوتے ہیں، ایک مادہ اجتماع کا اور دو مادے افتراق کے جیسے :

(۱) بعض فاعل اسم فاعل ہوتے ہیں ------ مادۂ اجتماع

(۲) بعض فاعل؛ اسم فاعل نہیں ------ مادۂ افتراق

(۳) بعض اسم فاعل؛ فاعل نہیں ------ مادۂ افتراق

مادۂ اجتماع (۱) کی مثال جیسے جَاءَ عَالِمٌ میں لفظِ عَالِمٌ ہے کیونکہ لفظِ عَالِمٌ پر داخل اور اسم فاعل دونوں صادق آتے ہیں۔ مادۂ افتراق (۲) کی مثال جیسے جَاءَ رَجُلٌ میں رَجُلٌ ہے کیونکہ رَجُلٌ پر فاعل صادق آتا ہے لیکن اسم فاعل صادق نہیں آتا۔ مادۂ افتراق (۳) کی مثال جیسے قَتَلْتُ ظَالِمًا میں لفظِ ظَالِمًا ہے کیونکہ ظَالِمًا پر اسم فاعل صادق آتا ہے لیکن فاعل صادق نہیں آتا۔

سوال جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے درمیان کونسی نسبت ہے ؟

جواب عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اس لئے کہ

(۱) ہر جزئی حقیقی، جزئی اضافی ہے ------ مادۂ اجتماع

(۲) بعض جزئی اضافی، جزئی حقیقی نہیں ------ مادہ افتراق

سوال کوئی ایسی مثال لائیے جو جزئی اضافی ہو لیکن جزئی حقیقی نہ ہو۔

جواب انسان، فرس، حمار، اسد۔ یہ سب جزئی اضافی ہیں لیکن ان میں کوئی بھی جزئی حقیقی نہیں۔

سوال عالم اور حافظ میں کونسی نسبت ہے ؟

جواب عالم اور حافظ کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ

(۱) بعض عالم، حافظ بھی ہوتے ہیں ------ مادہ اجتماع

(۲) بعض عالم، حافظ نہیں ہوتے ------ مادۂ افتراق

(۳) بعض حافظ عالم نہیں ہوتے ------ مادۂ افتراق

امورِ نافعہ ضروریہ

اللہ رب العزۃ خالقِ کائنات جل جلالہٗ کی شان عجیب ہے اس نے اپنے ارادہ واختیار سے کائنات پیدا فرمائی مگر سب کو یکساں وجود عطا نہ فرمایا دیکھو چاند اور چاندنی کا وہی خالق ہے لیکن اس نے چاند کو قائم بنفسہٖ اور چاندنی کو قائم بالغیر بنایا جس کا معنی یہ ہے کہ چاند کا وجود چاندنی کا محتاج نہیں مگر چاندنی کا قیام چاند کا ضرور محتاج ہے اور یہی حال سورج اور اس کی دھوپ کا ہے منطقی حضرات قائم بنفسہٖ کو جوہر اور قائم بالغیر کو عرض کہتے ہیں۔

عرض وہ شے ہے جس کا قیام کسی چیز میں پائے جانے پر موقوف ہو جیسے پڑھنا، لکھنا، بولنا، لمبائی، چوڑائی، سرخی، سفیدی، حرکت، سکون، دھوپ، چاندنی۔

جوہر وہ شے ہے جس کا قیام کسی چیز میں پائے جانے پر موقوف نہ ہو جیسے روح، بدن، زمین، آسمان، چاند، سورج، قلم، دوات، زید، انسان، فرس، حیوان۔

عزیز نونہالو! اب ہم ذیل میں چند ضروری منطقی اصطلاحات بیان کرتے ہیں تم انہیں زبانی یاد کرو تاکہ آئندہ درس میں سہولت ہو۔

جوہر قائم بنفسہٖ کو کہتے ہیں مثلاً انسان، حیوان، شجر، حجر، نفسِ ناطقہ۔

بُعد درازی اور پھیلاؤ کو کہتے ہیں مثلاً لمبائی، چوڑائی، گہرائی۔

ع التعریفات للسید الشریف الجرجانی ص۳۹ میں ہے البعد عبارۃ عن امتداد قائم بالجسم ۱۲

ابعادِ ثلاثہ طول (لمبائی)، عرض (چوڑائی)، عمق (موٹائی، گہرائی)

قابلِ ابعادِ ثلاثہ طول، عرض اور عمق والا۔

جسمِ مطلق جوہر قابلِ ابعادِ ثلاثہ کو کہتے ہیں جیسے انسان، حیوان، شجر، حجر وغیرہ، جسم مطلق کو زیادہ تر صرف جسم کہتے ہیں۔

نفسِ ناطقہ جوہر مجرد عن الابعاد الثلاثہ مدبر بدن کو کہتے ہیں مثلاً روحِ انسان۔

نامی قوتِ نمو والا۔

جسمِ نامی جسم قابلِ نمو کو کہتے ہیں مثلاً انسان، حیوان، شجر۔

جماد جسم مجرد عن النمو کو کہتے ہیں جیسے لوہا، مٹی وغیرہ۔

حِس، حاسّہ قوتِ باصرہ، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسہ کو کہتے ہیں۔

حسّاس قوتِ باصرہ، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسہ والا۔

ناطق قوتِ فکریہ والا۔

متحرک بالارادہ اختیاری حرکت والا۔

صاہل ہنہنانے کی قوت رکھنے والا۔

ناہق رینگنے کی قوت رکھنے والا۔

نابح بھونکنے کی قوت رکھنے والا۔

مفترس پھاڑنے کی قوت رکھنے والا۔

حیوان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کو کہتے ہیں جیسے انسان، فرس وغیرہ

شجر جسم نامی مجرد عن الحس کو کہتے ہیں جیسے نخل، جامون، آم وغیرہ۔

انسان حیوان ناطق کو کہتے ہیں جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ۔

فرس حیوان صاہل کو کہتے ہیں۔

اسد حیوان مفترس کو کہتے ہیں۔

حمار حیوان ناہق کو کہتے ہیں۔

کلب حیوان نابح کو کہتے ہیں۔

چند کلیاں اور ان کے افراد

کلی	افراد
جوہر	جسم مطلق، نفس ناطقہ، جسم نامی، حیوان، شجر، انسان، فرس۔
جسم مطلق	جسم نامی، جماد، حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم۔
جسم نامی	حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم۔
حیوان	انسان، فرس، اسد، حمار، کلب وغیرہ۔
انسان	یہ انسان (زید)، وہ انسان (بکر)، فلاں انسان (عمرو)
اسد	یہ اسد، وہ اسد، فلاں اسد۔
شجر	آم، جامن، نیم، کھجور۔
جماد	مٹی، لوہا، ریت، پتھر۔
قابل ابعادِ ثلاثہ	جسم نامی، جماد، حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم۔
نامی	حیوان، شجر، انسان، فرس، نخل، آم۔
حساس	انسان، فرس، اسد، حمار، کلب۔
ناطق	زید، بکر، عمرو۔
ناہق	یہ حمار، وہ حمار، فلاں حمار۔
فرس	یہ فرس، وہ فرس، فلاں فرس۔
صاہل	یہ فرس، وہ فرس، فلاں فرس۔

واضح ہو کہ جس مفہوم پر کوئی کلی صادق آئے اسے فرد کہتے ہیں، مثلاً زید پر انسان صادق آتا ہے لہٰذا زید انسان کا فرد ہے، یونہی انسان پر حیوان صادق آتا ہے اس لئے انسان حیوان کا فرد ہے، اور یہ تو ظاہر ہے کہ کلی عام ہوگی اور اس کا فرد خاص ہوگا اور ان دونوں کے درمیان ہمیشہ عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوگی لہٰذا ثابت ہوا کہ زید خاص اور انسان عام ہے، یونہی انسان خاص اور حیوان عام ہے پھر حیوان سے عام جسم نامی اور اس سے عام جسم مطلق اور اس سے عام جوہر ہے اور جوہر سے خاص جسم مطلق اور اس سے خاص جسم نامی اور اس سے خاص اور اس سے خاص انسان ہے۔

مشقی سوالات

(۱) کلی کی تعریف کرکے بتاؤ کہ جوہر کلی ہے یا جزئی؟

(۲) نسبت بتاؤ قلم اور دوات میں، شجر اور نخل میں، جسم نامی اور حیوان میں، حجر اور جماد میں، حیوان اور اسد میں، ناہق اور حمار میں، اسم مفعول اور مفعول میں۔

(۳) جو قلم تمہارے ہاتھ میں ہے اور جس کو تم دیکھ رہے ہو، خوب غور کرکے بتاؤ کہ وہ جزئی ہے یا کلی؟ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہیں؟

چند بسیط اور مرکب کلیوں کا بیان

سوال جوہر بسیط ہے یا مرکب ؟

جواب جوہر بسیط ہے۔

سوال جسم بسیط ہے یا مرکب ؟

جواب جسم مرکب ہے اور اس کے اجزائے ذہنیہ یہ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ

سوال قابلِ ابعادِ ثلاثہ مرکب ہے یا بسیط ؟

جواب قابلِ ابعادِ ثلاثہ بسیط ہے۔

سوال جسم نامی بسیط ہے یا مرکب ؟ بر تقدیرِ ثانی اس کے اجزائے عقلیہ کیا ہیں ؟

جواب جسم نامی مرکب ہے اور اس کے اجزائے ذہنیہ یہ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ ، نامی۔

سوال حیوان مرکب ہے یا بسیط ؟ بر تقدیرِ اول اس کے اجزائے بسیطہ کیا ہیں ؟

جواب حیوان مرکب ہے اور اس کے اجزائے بسیطہ یہ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ نامی، حساس، متحرک بالارادہ۔

سوال حیوان کے اجزائے اجمالی کیا ہیں ؟

جواب حیوان کے اجزائے اجمالی یہ ہیں : جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ۔

سوال نامی مرکب ہے یا بسیط ؟

جواب نامی بسیط ہے۔

سوال انسان کے اجزائے اجمالی کتنے ہیں ؟

جواب انسان کے اجزائے اجمالی دو ہیں : حیوان، ناطق۔

سوال انسان کے اجزائے بسیطہ کتنے ہیں ؟

جواب انسان کے اجزائے بسیطہ چھ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، ناطق۔

سوال فرس کے اجزائے بسیطہ کتنے ہیں ؟

جواب فرس کے بھی اجزائے بسیطہ چھ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، صاہل۔

سوال حساس، متحرک بالارادہ، ناطق، صاہل، ناہق، نابح، مفترس۔ ان کلیوں میں کون بسیط ہے اور کون مرکب ؟

جواب یہ سب کلیاں بسیط ہیں، ان میں کوئی کلی مرکب نہیں۔

سوال نفسِ ناطقہ مرکب ہے یا بسیط ؟

جواب نفسِ ناطقہ مرکب ہے، اس کے اجزائے بسیطہ یہ ہیں : جوہر، مجرد[عہ] عن المادہ، مدبرِ بدن۔

ان چند کلیوں کا بیان جن کے افراد کی حقیقتوں میں اتفاق ہے

سوال زید، عمرو، بکر، خالد، احمد وغیرہ تمام افرادِ انسان کی حقیقت کیا ہے ؟

جواب انسان کے ہر فرد کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔

سوال یہ گھوڑا، وہ گھوڑا وغیرہ تمام افرادِ فرس کی حقیقت کیا ہے ؟

عہ ملا مبین ص۱۲۹ میں ہے و هی (ای الفصول) بسائط لا تدخل تحت الاجناس و انما حمل الجنس علیها بالعرض ۱۲ عہ مجرد عن المادہ یعنی
مفہوم ہے حقیقت متاصلہ کے اجزاء میں اس کا شمار بطور مجاز ہے ۱۲

جواب فرس کے تمام افراد کی حقیقت "حیوانِ صاہل" ہے۔

سوال اسد، کلب اور حمار کے تمام افراد کی حقیقت کیا ہے؟

جواب اسد کے تمام افراد کی حقیقت "حیوانِ مفترس" اور کلب کے تمام افراد کی حقیقت "حیوانِ نابح" اور حمار کے جمیع افراد کی حقیقت "حیوانِ ناہق" ہے۔

ان چند کلیوں کا بیان جن کے افراد کے حقائق مختلف ہیں،

سوال حیوان کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب حیوان کے افراد کی حقیقتیں مختلف ہیں، ہم ذیل میں حیوان کے چند افراد ا[ور] ان کی حقیقتیں پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہوجائے گا کہ افرادِ حیوان کے حقائق مختلف ہیں؛ دیکھو حیوان کا ایک فرد انسان ہے اور اس کی حقیقت "حیوا[نِ] ناطق" ہے۔ حیوان کا دوسرا فرد فرس ہے اور اس کی حقیقت "حیوانِ صاہل" ہے۔ حیوان کا تیسرا فرد حمار ہے اور اس کی حقیقت "حیوانِ ناہق" ہے۔ حیوا[ن] کا چوتھا فرد اسد ہے اور اس کی حقیقت "حیوانِ مفترس" ہے، یہی حال حیوا[ن] کے دوسرے افراد کا بھی سمجھو۔

سوال جسمِ نامی کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب جسمِ نامی کے افراد کے حقائق بھی مختلف ہیں مثلاً حیوان کی حقیقت "جسمِ نا[می] حساس" اور شجر کی حقیقت "جسمِ نامی مجرد عن الحس" ہے۔

سوال جسمِ مطلق کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب جسمِ مطلق کے افراد کی بھی حقیقتیں مختلف ہیں چنانچہ جسمِ نامی کی حقیقت "جسم قابلِ نمو" اور جماد کی حقیقت "جسم مجرد عن النمو" ہے۔

سوال جوہر کے افراد کے حقائق مختلف ہیں یا متفق؟

جواب جوہر کے افراد کے حقائق بھی مختلف ہیں چنانچہ جسم کی حقیقت "جوہر قابلِ ابعادِ ثلاثہ" اور نفسِ ناطقہ کی حقیقت "جوہر مجرد عن الابعاد الثلاثہ مدبرِ بدن" ہے۔

ان چند کلیوں کا بیان جو اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہیں

سوال انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے یا اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے؟

جواب انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اس لئے کہ انسان کی حقیقت "حیوانِ ناطق" ہے اور اس کے افراد مثلاً زید، بکر، خالد کی حقیقت بھی "حیوانِ ناطق" ہے جس سے ثابت ہوا کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے۔

سوال کچھ اور کلیاں شمار کیجئے جو اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہیں۔

جواب فرس، حمار، کلب، یہ سب کلیاں بھی اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہیں مثلاً فرس کی حقیقت "حیوانِ صاہل" ہے اور اس کے افراد "اس گھوڑے" "اس گھوڑے" کی حقیقت بھی حیوانِ صاہل ہے، یونہی حمار کی حقیقت "حیوانِ ناہق" ہے اور اس کے افراد "اس گدھے" اور "اس گدھے" کی حقیقت بھی حیوانِ ناہق ہے۔ اور یہی حال کلب وغیرہ دیگر افرادِ حیوان کا ہے۔

سوال کسی کلی کا اپنے افراد کی حقیقت کے عین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب جو حقیقت کلی کی ہو بعینہٖ وہی حقیقت افراد کی بھی ہو یعنی جب کوئی کلی اپنے

افراد کی پوری حقیقت ہو تو اس وقت وہ کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین قرار پائیگی۔

ان چند کلیوں کا بیان جو اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہیں

سوال حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے یا عین ؟

جواب حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے مثلاً حیوان کے افراد انسان اور فرس ہیں۔ انسان کی حقیقت "حیوانِ ناطق" اور فرس کی حقیقت "حیوان صاہل" ہے دیکھو حیوان، انسان کا بھی جز ہے اور فرس کا بھی۔

سوال جسمِ نامی، جسمِ مطلق اور جوہر، یہ سب کلیاں اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہیں یا عین ؟

جواب یہ سب کلیاں بھی اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہیں۔

سوال ناطق کے افراد کیا ہیں اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے یا عین ؟

جواب جو افراد انسان کے ہیں وہی افراد ناطق کے بھی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے مثلاً زید کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے اور بکر کی حقیقت بھی "حیوانِ ناطق ہے، دیکھو ناطق زید کی حقیقت کا جز ہے اور بکر کی حقیقت کا بھی۔

تمام مشترک کا بیان

سوال نفسِ ناطقہ اور انسان کے درمیان کتنے جُز مشترک ہیں ؟

جواب انسان اور نفسِ ناطقہ کے درمیان صرف ایک جز مشترک ہے اور وہ جوہر ہے

سوال انسان اور نفسِ ناطقہ کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان اور نفسِ ناطقہ کا تمام مشترک، جوہر ہے۔

سوال انسان اور جماد کے درمیان مشترک جُز کیا ہے ؟

جواب انسان اور جماد میں مشترک جز، جوہر بھی ہے اور قابل ابعادِ ثلاثہ بھی۔

سوال انسان اور جماد کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کتنے ہیں اور ان کے مجموعہ کا نام کیا ہے ؟

جواب انسان اور جماد کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ دو ہیں جوہر، قابل ابعادِ ثلاثہ جن کا مجموعہ جسم مطلق ہے۔

سوال انسان اور جماد، ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب جسمِ مطلق ہے۔

سوال انسان و شجر کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان اور شجر کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ تین ہیں : جوہر، قابل ابعادِ ثلاثہ، نامی، جن کا مجموعہ جسمِ نامی ہے۔ یہی جسم نامی انسان و شجر کا تمام مشترک ہے۔

سوال انسان و فرس کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کتنے ہیں اور ان کے مجموعہ کا نام کیا ہے اور ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان و فرس کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ پانچ ہیں : جوہر، قابل ابعادِ ثلاثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، جن کا مجموعہ حیوان ہے اور یہی حیوان انسان و فرس کا تمام مشترک ہے۔

سوال جن دو ماہیتوں میں صرف ایک جز مشترک ہو تو ایسی دو ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہوگا ؟

افراد کی پوری حقیقت ہو تو اس وقت وہ کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین قرار پائیگی۔

ان چند کلیوں کا بیان جو اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہیں

سوال حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے یا عین ؟

جواب حیوان اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے مثلاً حیوان کے افراد انسان اور فرس ہیں۔ انسان کی حقیقت "حیوانِ ناطق" اور فرس کی حقیقت "حیوان صاہل" ہے دیکھو حیوان، انسان کا بھی جز ہے اور فرس کا بھی۔

سوال جسمِ نامی، جسمِ مطلق اور جوہر، یہ سب کلیاں اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جُزو ہیں یا عین ؟

جواب یہ سب کلیاں بھی اپنے اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہیں۔

سوال ناطق کے افراد کیا ہیں اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے یا عین ؟

جواب جو افراد انسان کے ہیں وہی افراد ناطق کے بھی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اور ناطق اپنے افراد کی حقیقت کا جُز ہے مثلاً زید کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے اور بکر کی حقیقت بھی "حیوانِ ناطق ہے"، دیکھو ناطق زید کی حقیقت کا جز ہے اور بکر کی حقیقت کا بھی۔

تمام مشترک کا بیان

سوال نفسِ ناطقہ اور انسان کے درمیان کتنے جُزو مشترک ہیں ؟

جواب انسان اور نفسِ ناطقہ کے درمیان صرف ایک جز مشترک ہے اور وہ جوہر ہے۔

سوال انسان اور نفسِ ناطقہ کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان اور نفسِ ناطقہ کا تمام مشترک، جوہر ہے۔

سوال انسان اور جماد کے درمیان مشترک جُزو کیا ہے ؟

جواب انسان اور جماد میں مشترک جز جوہر بھی ہے اور قابلِ ابعادِ ثلاثہ بھی۔

سوال انسان اور جماد کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کتنے ہیں اور ان کے مجموعہ کا نام کیا ہے ؟

جواب انسان اور جماد کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ دو ہیں جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ جن کا مجموعہ جسمِ مطلق ہے۔

سوال انسان اور جماد، ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب جسمِ مطلق ہے۔

سوال انسان و شجر کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان اور شجر کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ تین ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ، نامی، جن کا مجموعہ جسمِ نامی ہے۔ یہی جسمِ نامی انسان و شجر کا تمام مشترک ہے۔

سوال انسان و فرس کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کتنے ہیں اور ان کے مجموعہ کا نام کیا ہے اور ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہے ؟

جواب انسان و فرس کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ پانچ ہیں : جوہر، قابلِ ابعادِ ثلاثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، جن کا مجموعہ حیوان ہے اور یہی حیوان انسان و فرس کا تمام مشترک ہے۔

سوال جن دو ماہیتوں میں صرف ایک جز مشترک ہو تو ایسی دو ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہوگا ؟

جواب وہی ایک جز ان دونوں ماہیتوں کا تمام مشترک ہوگا مثلاً انسان اور نفسِ ناطقہ کے درمیان صرف جوہر مشترک ہے لہٰذا وہی ان دونوں کا تمام مشترک ہوگا۔

سوال جن دو ماہیتوں میں چند جز مشترک ہوں تو ایسی دو ماہیتوں کا تمام مشترک کیا ہوگا؟

جواب ایسی دو ماہیتوں کے درمیان کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ تمام مشترک ہوگا مثلاً حمار و فرس کے درمیان کل مشترک اجزائے بسیطہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ حیوان ہے اور وہی حمار و فرس کا تمام مشترک ہے۔

سوال تمام مشترک کی تعریف کیا ہے؟

جواب دو ماہیتوں کا تمام مشترک وہ جز ہے جس کے علاوہ کوئی جز ان دونوں ماہیتوں میں مشترک نہ ہو۔

سوال حساس، انسان و فرس کا تمام مشترک ہے یا نہیں؟

جواب نہیں۔

سوال جسمِ نامی، انسان و فرس کا تمام مشترک ہے یا نہیں؟

جواب نہیں، کیونکہ انسان و فرس کا تمام مشترک وہ جز ہونا چاہیے جو ان دونوں کے تمام اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ ہو اور جسمِ نامی چونکہ انسان و فرس کے کل اجزائے مشترکہ بسیطہ کا مجموعہ نہیں اس لئے وہ ان دونوں کا تمام مشترک نہیں ہوسکتا۔

سوال وہ کونسی دو ماہیتیں ہیں جن کا تمام مشترک جسم نامی ہے؟

جواب انسان و شجر یہ ایسی دو ماہیتیں ہیں جن کا تمام مشترک جسم نامی ہے اور یوں ہی حیوان و شجر، حمار و نخل کا بھی تمام مشترک جسمِ نامی ہے۔

سوال انسان اور قابلِ ابعادِ ثلاثہ کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب ان دونوں کا تمام مشترک کچھ نہیں ہے کیونکہ انسان مرکب کلی ہے اور قابلِ ابعادِ ثلاثہ کلی ہے۔ مرکب اور بسیط کے درمیان کوئی مفہوم مشترک ہی نہیں تو تمام مشترک کہاں سے ہوگا۔

سوال انسان و حیوان، یہ دونوں تو مرکب کلیاں ہیں تو پھر ان دونوں کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب تمام مشترک دو متبائن ماہیتوں کے درمیان ہوا کرتا ہے، حیوان و انسان متبائن نہیں بلکہ عام خاص مطلق ہیں لہٰذا ان دونوں کے درمیان کوئی مفہوم تمام مشترک نہیں۔

سوال ناطق اور صاہل تو دو متبائن ماہیتیں ہیں، ان دونوں کا تمام مشترک کیا ہے؟

جواب بیشک ناطق اور صاہل ضرور متبائن ہیں لیکن چونکہ دونوں بسیط ہیں اس لئے ان کے درمیان کوئی مفہوم مشترک نہیں۔

سوال وہ کونسی کلیاں ہیں جو کسی بھی دو ماہیتوں کے درمیان جز مشترک تو ہوں مگر تمام مشترک نہ بنتی ہوں؟

جواب قابلِ ابعادِ ثلاثہ، نامی، حساس، متحرک بالارادہ، یہ وہ کلیاں ہیں جو اپنے افراد کے لئے جز مشترک تو ہیں لیکن تمام مشترک نہیں مثلاً قابلِ ابعادِ ثلاثہ انسان و حجر کا جز مشترک تو ہے مگر تمام مشترک نہیں، یونہی نامی، انسان و شجر کا جز مشترک تو ہے مگر تمام مشترک نہیں، اسی طرح حساس، انسان و فرس کا جز مشترک تو ہے مگر تمام مشترک نہیں۔

سوال وہ کونسی کلیاں ہیں جو الگ الگ ماہیتوں کا تو جز ہوں مگر دو ماہیتوں میں مشترک نہ ہوں؟

جواب ایسی کلیاں ناطق، صاہل، ناہق، نابح، مفترس ہیں چنانچہ ناطق، ماہیت

انسان کا جز ہے، انسان کے علاوہ کسی دوسری ماہیت میں نہیں پایا جاتا یونہی صاہل ماہیت فرس کے ساتھ، ناہق ماہیت حمار کے ساتھ، نابح ماہیت کلب کے ساتھ اور مفترس ماہیت اسد کے ساتھ خاص ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو کلی کسی ماہیت کا جز واقع ہو وہ یا تو تمام مشترک ہوگی یا جز مشترک ہوگی یا جز خاص ہوگی مثلاً حیوان، انسان اور فرس کا تمام مشترک ہے، حساس، انسان و فرس کا جز مشترک ہے اور ناطق، انسان کا جز خاص ہے۔

وہ چند کلیاں جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہیں

سوال ماشی کلی ہے یا جزئی؟ بر تقدیر اول ماشی کے افراد کیا ہیں؟

جواب ماشی کلی ہے اور انسان، فرس، اسد، حمار، کلب وغیرہ حیوانات ماشی کے افراد ہیں۔

سوال ماشی اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا نہیں؟

جواب ماشی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے، جز نہیں ہے مثلاً انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق، فرس کی حقیقت حیوانِ صاہل، اسد کی حقیقت حیوانِ مفترس، حمار کی حقیقت حیوانِ ناہق، کلب کی حقیقت حیوانِ نابح، دیکھو ماشی نہ تو انسان کی حقیقت کا جز ہے نہ فرس و اسد، حمار و کلب کی حقیقت کا۔

سوال ضاحک کے افراد کیا ہیں اور ضاحک اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے یا نہیں؟

جواب انسان ہی کے افراد ضاحک کے بھی افراد ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انسان اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے اور ضاحک اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے

مثلاً زید، بکر، خالد، احمد وغیرہ افرادِ انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے دیکھو ضاحک اپنے افراد میں کسی فرد کا جز نہیں بلکہ اپنے ہر فرد کی حقیقت سے خارج ہے۔

سوال کلی ذاتی کس کو کہتے ہیں؟

جواب جو کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہو یا جز ہو اس کو کلی ذاتی کہتے ہیں جیسے انسان، فرس، ناطق، حساس، حیوان، جسم نامی، جسم مطلق، جوہر۔

سوال کلی عرضی کس کو کہتے ہیں؟

جواب جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اسے کلی عرضی کہتے ہیں جیسے ماشی، ضاحک، کاتب، موجود۔

سوال موجود بسیط ہے یا مرکب؟ اور اس کے افراد کیا ہیں؟

جواب موجود بسیط ہے اور اس کے افراد جوہر اور عرض ہیں۔

مشقی سوالات

(١) حسبِ ذیل ماہیتوں کے درمیان تمام مشترک بتاؤ:
تصور اور تصدیق میں، فرس اور شجر میں، اسد اور حجر میں۔

(٢) حمار و شجر و حجر کا تمام مشترک اور انسان، حمار، شجر، حجر، نفسِ ناطقہ کا تمام مشترک کیا ہے؟

(٣) صاہل اور فرس میں، ناطق اور حمار میں کونسی نسبت ہے؟

(٤) حسبِ ذیل کلیوں میں کونسی کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین اور کونسی کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج اور کونسی کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہے؟
اسد، قابلِ ابعادِ ثلاثہ، صاہل، موجود، حیوان، جوہر، کاتب، نامی، کلب۔

کلیاتِ خمسہ کی بحث

کلی کی پانچ قسمیں ہیں : نوع، جنس، فصل، خاصہ، عرضِ عام، اس لئے کہ کلی یا اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہوگی تو وہ نوع ہے یا اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہوگی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ کلی تمام مشترک ہوگی تو وہ جنس ہے یا تمام مشترک نہ ہوگی تو وہ فصل ہے یا اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہوگی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو صرف ماہیت واحدہ کے افراد پر بولی جائے گی تو وہ خاصہ ہے یا چند ماہیتوں کے افراد پر بولی جائے گی تو وہ عرضِ عام ہے۔ اب ذیل میں کلیاتِ خمسہ کی تعریفیں و مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

نوع وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر مَا هُوَ ؟ کے جواب میں بولی جائے جیسے انسان، چنانچہ جب یوں پوچھا جائے گا کہ زَیْدٌ ، بَکْرٌ، خَالِدٌ مَا هُمْ ؟ تو جواب ہوگا اِنْسَانٌ۔

جنس وہ کلی ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر مَا هُوَ ؟ کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان، جسمِ نامی، جسمِ مطلق، جوہر چنانچہ اَلْاِنْسَانُ وَ الْفَرَسُ وَالْحِمَارُ مَا هِیَ ؟ کے جواب میں حَیَوَانٌ بولا جاتا ہے اور یونہی الانسان والشجر ماھما ؟ کے جواب میں جِسْمٌ نَامٍ اور الانسان والحجر ماھما ؟ کے جواب میں جِسْمٌ مُطْلَقٌ اور الانسان والروح ماھما ؟ کے جواب میں جَوْهَرٌ بولا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ ایک ماہیت کے لئے متعدد جنسیں ہو سکتی ہیں چنانچہ دیکھو انسان کی جنس حیوان بھی ہے اور جسمِ نامی، جسمِ مطلق اور جوہر بھی۔

اوراقِ ماضیہ میں تمہیں یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ حیوان جسمِ نامی سے

خاص ہے اور یونہی جسمِ نامی جسمِ مطلق سے اور جسمِ مطلق، جوہر سے خاص ہے اور خاص نیچے ہوتا ہے اور عام اوپر، تو جب کسی ماہیت کے لئے متعدد جنسیں ہوں تو ان میں جو جنس سب سے نیچے ہو وہ اس ماہیت کی جنسِ قریب ہے اور جنسِ قریب سے اوپر والی جنس اس ماہیت کی جنسِ بعید ہے مثلاً انسان کی جنسِ قریب حیوان ہے کیونکہ انسان کی تمام جنسوں میں حیوان سب سے نیچے اور سب سے خاص ہے پھر انسان کی جنسِ بعید جسمِ نامی ہے اس لئے کہ جسمِ نامی حیوان سے اوپر اور عام ہے اور جب انسان کے لئے جسمِ نامی جنسِ بعید ہے تو اس کے لئے جسمِ مطلق بدرجۂ اولیٰ جنسِ بعید ہوگا کیونکہ وہ جسمِ نامی سے اوپر ہے اور یونہی انسان کے لئے جوہر بھی جنسِ بعید ہے کیونکہ وہ جسمِ مطلق سے اوپر ہے، اب ذیل میں جنسِ قریب و جنسِ بعید کی تعریف تحریر کی جاتی ہے :

جنسِ قریب کسی ماہیت کی جنسِ قریب، وہ جنس ہے کہ اس کے جس فرد کو بھی اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما ؟ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس بولی جائے جیسے انسان کی جنسِ قریب حیوان ہے کیونکہ حیوان کے جس فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما ؟ سوال کرو تو جواب میں حیوان واقع ہوگا مثلاً الانسان والفرس ماھما ؟ الانسان والحمار ماھما ؟، الانسان و الاسد ماھما ؟، الانسان والبغل ماھما ؟ الانسان والبقر ماھما ؟ ان سب سوالوں کا جواب حَیَوَانٌ آئے گا۔

جنسِ بعید کسی ماہیت کی جنسِ بعید، وہ جنس ہے جس کے بعض افراد کو جب اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس واقع ہو اور جب بعض دوسرے افراد کو اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما سوال کیا جائے تو وہ جنس جواب میں نہ بولی جائے بلکہ کوئی دوسری جنس جواب میں

آئے مثلاً انسان کی جنس بعید جسمِ نامی ہے کیونکہ جسمِ نامی کے افراد میں کچھ ایسے فرد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما سوال کیا جائے تو جواب میں نامی آئے گا، اور بعض ایسے فرد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ذریعہ ماھما سوال کیا جائے تو جواب میں جسمِ نامی واقع نہ ہوگا چنانچہ جب سوال کیا جائے کہ الانسان والنخل ماھما؟ الانسان و الجاموں[عہ] ماھما؟ الانسان والاراک[عہ] ماھما؟ تو سب کا جواب جسمٌ نامٍ ہوگا اور جب یوں سوال کیا جائے کہ الانسان والحمار ماھما؟ الانسان والکلب ماھما؟ تو جواب میں جسمٌ نامٍ نہیں آئے گا بلکہ حیوانٌ آئے گا حالانکہ نخل، اراک اور جامن کی طرح حمار اور کلب بھی جسمِ نامی کے افراد میں داخل ہیں۔

نوعِ اضافی کا بیان

جس نوع کا ذکر سابق میں ہوا اس کو نوعِ حقیقی کہتے ہیں، اس کے علاوہ ایک نوع اور ہے جس کو نوعِ اضافی کہا جاتا ہے، ذیل میں اس کی تعریف لکھی جاتی ہے:

نوعِ اضافی وہ کلی ذاتی ہے جس کے اوپر اس کی کوئی جنس ہو مثلاً انسان نوعِ اضافی ہے کیونکہ انسان کلی ذاتی ہے اور اس کے اوپر حیوان ہے اور وہ جنس ہے یونہی حیوان، جسمِ نامی اور جسمِ مطلق بھی نوعِ اضافی ہے ہاں جوہر نوعِ اضافی نہیں اس لئے کہ وہ اگرچہ کلی ذاتی ہے لیکن اس سے اوپر کوئی جنس نہیں۔

عہ جس کو برِ صغیر میں جامن کہتے ہیں ۱۲ عہ پیلو کا درخت ۱۲

فصل وہ کلی ہے جو اَیُّ شَیْئٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ؟ کے جواب میں کسی شے پر بولی جائے مثلاً اگر یوں سوال کیا جائے کہ الانسان ای شیئ ھو فی ذاتہ تو جواب میں نَاطِقٌ بولا جائے گا اور جب یوں پوچھا جائے کہ اَلْحِمَارُ اَیُّ شَیْئٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ؟ تو جواب میں نَاھِقٌ واقع ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے ناطق اور حمار کے لئے ناہق فصل ہے پھر فصل کی بھی دو قسمیں ہیں، فصل قریب، فصل بعید۔

فصل قریب کسی ماہیت کی فصل قریب وہ فصل ہے جو ماہیت کو ان افراد سے ممتاز کرے جو اس کی جنس قریب میں شریک ہیں جیسے انسان کی فصل قریب نَاطِقٌ ہے۔

فصل بعید کسی ماہیت کی فصل بعید وہ فصل ہے جو ماہیت کو ان افراد سے ممتاز کرے جو اس کی جنسِ بعید میں شریک ہیں جیسے حسّاس جو انسان کی فصل بعید ہے، دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی ماہیت کی

فصلِ قریب وہ فصل ہے جو اس ماہیت کو تمام اغیار سے ممتاز کردے جیسے ناطق جو انسان کو اس کے تمام اغیار سے ممتاز کرتا ہے اس لئے وہ انسان انسان کی فصلِ قریب ہے اور کسی ماہیت کی

فصلِ بعید وہ فصل ہے جو اس ماہیت کو صرف بعض اغیار سے ممتاز کردے جیسے حساس جو انسان کو اس کے صرف بعض اغیار سے ممتاز کرتا ہے لہٰذا وہ انسان کی فصلِ بعید ہے۔

سوال سطورِ بالا میں حساس کو انسان کی فصلِ بعید بتایا گیا ہے تو کیا وہ کسی ماہیت کی فصلِ قریب بھی ہے؟

جواب ہاں حساس حیوان کی فصل قریب ہے کیونکہ وہ حیوان کو اس کے تمام اغیار سے ممتاز کرتا ہے۔

جنس و فصل کے قرب و بُعد کا تمثیلی خاکہ

	جوہر		
جسمِ مطلق	جوہر	قابلِ ابعادِ ثلاثہ	جسمِ مطلق کی جنس جوہر اور فصل، قابلِ ابعادِ ثلاثہ
جسمِ نامی	جسمِ مطلق	نامی	جسمِ نامی کی جنس جسمِ مطلق اور فصل نامی
حیوان	جسمِ نامی	حساس	حیوان کی جنس جسمِ نامی اور فصل حساس
انسان	حیوان	ناطق	انسان کی جنس حیوان اور فصل ناطق
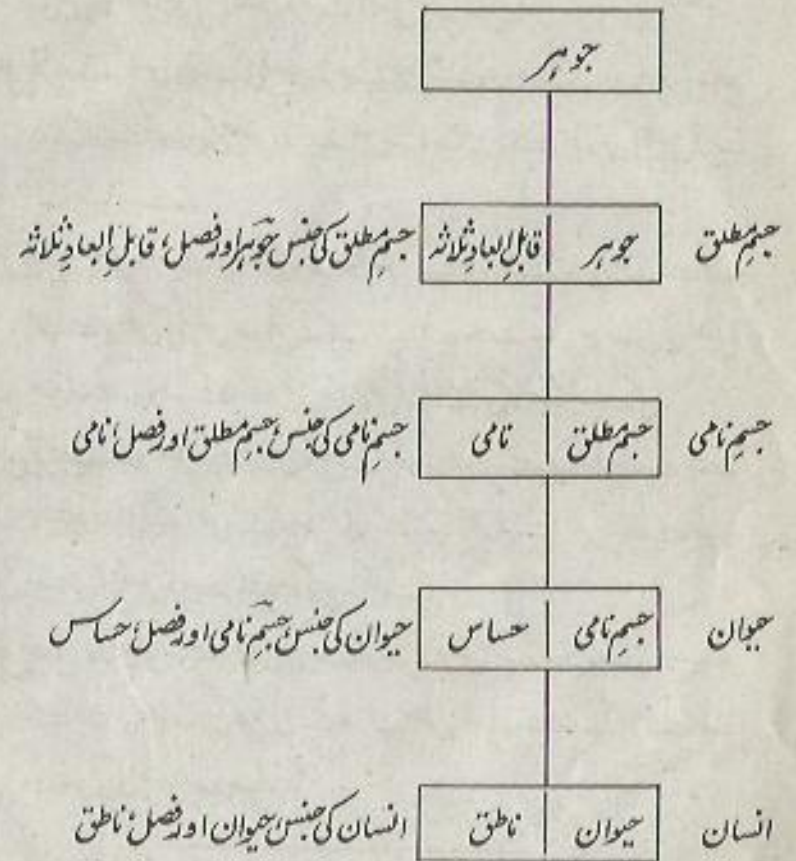
خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو صرف حقیقتِ واحدہ کے افراد پر بولی جائے جیسے ماشی

حیوان کے لئے خاصہ ہے کیونکہ وہ ماہیتِ حیوان ہی کے افراد پر بولا جاتا ہے اور جیسے ضاحک انسان کے لئے خاصہ ہے اس لئے کہ وہ ماہیتِ انسان ہی کے افراد پر بولا جاتا ہے۔

عرضِ عام وہ کلی عرضی ہے جو چند حقیقتوں کے افراد پر بولی جائے مثلاً ماشی، انسان کے لئے عرضِ عام ہے کیونکہ وہ حقیقتِ انسان، حقیقتِ فرس، حقیقتِ اسد، حقیقتِ حمار وغیرہ کے افراد پر بولا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

(۱) مفہوم نوع کا اپنے افراد کے لئے جنس ہے یا نوع یا اور کچھ؛ غور کرکے بتاؤ۔
(۲) کلی انسان کا خاصہ ہے یا عرضِ عام؛ سوچ سمجھ کر جواب دو۔
(۳) جنس اور نوعِ حقیقی، جنس اور نوعِ اضافی کے درمیان کونسی نسبت ہے؟
(۴) ناطق، صاہل، ناہق، ناہج پر کونسی کلی صادق آتی ہے؟
(۵) اسد، فرس، کلب، یہ کلیاں نوع ہیں یا جنس؟

مُعرِّفات کا بیان

مُعرِّف وہ معلوم تصوری ہے جس سے مجہول تصوری حاصل ہو جیسے انسان کا معرف حیوان ناطق ہے۔ معرف کو تعریف اور قولِ شارح بھی کہتے ہیں۔ تعریف کی چار قسمیں ہیں: حدِّ تام، حدِّ ناقص، رسمِ تام، رسمِ ناقص۔

حدِّ تام وہ معرف ہے جو شئے کی جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے مرکب ہو مثلاً فرس کی حدِ تام حیوانِ صاہل ہے اور جیسے جسمِ مطلق کی حدِّ تام جوہر قابلِ ابعادِ ثلاثہ ہے۔

حدِ ناقص وہ معرف ہے جو شئے کی جنسِ بعید اور فصلِ قریب سے مرکب ہو یا جو صرف فصلِ قریب ہو، جیسے انسان کی حدِ ناقص جسم ناطق ہے اور یونہی صرف ناطق بھی۔

رسمِ تام وہ معرف ہے جو شئے کی جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو مثلاً انسان کی رسمِ تام حیوان ضاحک ہے۔

رسمِ ناقص وہ معرف ہے جو شئے کی جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو یا جو صرف خاصہ ہو مثلاً انسان کی رسمِ ناقص جسم کاتب ہے اور یونہی صرف کاتب بھی۔

سوال نحوی علماء نے کلمہ کی تعریف یوں کی ہے لَفْظٌ مَوْضُوْعٌ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ اس تعریف میں جنس و فصل کیا ہے؟

جواب لَفْظٌ کلمہ نحوی کی جنس اور موضوع لمعنی مفرد اس کی فصل ہے۔

سوال منطقیوں کے نزدیک خبر کا مفہوم اصطلاحی کیا ہے؟

جواب مرکب تام محتمل للصدق والکذب۔

سوال خبر کا یہ مفہوم معرفاتِ اربعہ میں سے کونسا معرف ہے؟

جواب حدِ تام ہے کیونکہ مرکبِ تام، خبر کی جنس قریب اور محتمل للصدق والکذب اس کی فصل قریب ہے۔

سوال جنس کی جنس قریب کیا ہے؟

جواب پہلے جنس کی تعریف سنو الجنس کلیٌ عہ تمام مشترک لافرادہ اس تعریف سے واضح ہو گیا کہ جنس کی جنس قریب، کلی ہے۔

سوال نوع کی حدِ تام کیا ہے؟

جواب کلی تمام الحقیقۃ لافرادہٖ یہ معرف نوع کی حدِ تام ہے کیونکہ

عہ شرح سلم ملا محمد مبین ص۱۱ میں ہے فلفظ الکلی جنس للجنس ۱۲

کلی، نوع کی جنس قریب اور تمام الحقیقۃ لافرادہٖ اس کی فصل قریب ہے۔

سوال الحیوان کلی ہیں کلی حیوان کے لئے جنس ہے یا فصل، خاصہ ہے یا عرض عام یا نوع ہے؟

جواب کلی کا مفہوم حیوان کے لئے نہ تو نوع ہے نہ فصل نہ جنس نہ خاصہ بلکہ عرض عام ہے۔

مشقی سوالات

(۱) حدِ تام کی تعریف کیا ہے؟

(۲) الحیوان ای شیئٍ ھو فی ذاتہٖ؟ کا جواب بتاؤ۔

(۳) نوع اضافی اور جزئی اضافی میں کونسی نسبت ہے؟

(۴) کلب کی حدِ تام بتاؤ!

(۵) مفہومِ جنس اور مفہومِ فصل کا تمام مشترک کیا ہے؟

قضایا کا بیان

قضیہ : وہ قول ہے جس کو سچا یا جھوٹا قرار دیا جاسکے جیسے :

۱ : بمبئی میں چاند دیکھا گیا ،

۲ : زید خوشخط نہیں ہے ،

۳ : اگر خالد محنت سے پڑھے گا تو امتحان میں پاس ہوگا ،

۴ - یہ شخص یا تو محمود ہے یا عبدالکریم ۔

اربابِ منطق اپنے محاورے میں **مرکّب** کو خواہ وہ مفہوم ہو، یا لفظ ، قول کہتے ہیں ، قضیہ اگر لفظی ہو تو اسے قضیۂ ملفوظہ کہیں گے اور اگر عقلی ہو تو اسے قضیۂ معقولہ کہا جائے گا ۔ نحوی حضرات قضیۂ ملفوظہ کو جملہ خبریہ کہتے ہیں ۔ زَیْدٌ قَائِمٌ قضیۂ ملفوظہ ہے اور اس جملہ کا مفہوم قضیۂ معقولہ ہے ۔

واضح ہو کہ قضیہ کی ایک قسم شرطیہ ہے اور شرطیہ کی تعریف میں اتصال اور انفصال کا ذکر آئے گا اس لئے قضیہ کی تقسیم سے پہلے طلبہ کی آسانی کی خاطر ان دونوں لفظوں کے معانی کی توضیح پیش کی جاتی ہے :

اتصال : کسی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر دوسری نسبت کو ثابت ماننا یا کسی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر دوسری نسبت کو منتفی ماننا ، پہلی صورت میں

اتصال ایجابی ہے اور دوسری صورت میں اتصال سلبی ہے مثلاً اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ میں اتصال ایجابی ہے کیونکہ آفتاب کے لئے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کر لینے پر نہار کے لئے وجود کی نسبت ثابت مانی گئی ہے ، اور جیسے لَیْسَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ میں اتصال سلبی ہے اس لئے کہ آفتاب کے لئے طلوع کی نسبت فرض کر لینے پر لیل سے وجود کی نسبت منتفی مانی گئی ہے ۔

انفصال : دو نسبتوں کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کو ماننا ۔ پہلی صورت میں انفصال ایجابی اور دوسری صورت میں انفصال سلبی ہے ۔

تنافی تین طرح کی ہے :

(۱) تنافی صدقاً و کذباً

(۲) صرف صدقاً تنافی

(۳) صرف کذباً تنافی

تنافی صدقاً و کذباً : جب دو نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہو سکیں اور نہ ایک ساتھ برطرف ہو سکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان تنافی صدقاً و کذباً ہے مثلاً ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ میں تنافی صدقاً و کذباً ہے کیونکہ کسی عددِ معین پر زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتیں ، یونہی کسی عددِ معین سے یہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ برطرف بھی نہیں ہوسکتیں ۔ تنافی صدقاً و کذباً کا دوسرا نام تنافی فی الصدق والکذب ہے ۔

صرف صدقاً تنافی : (یعنی تنافی فی الصدق فقط) اگر دو نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہوسکیں لیکن ایک ساتھ برطرف ہوسکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان

صرف صدقاً تنافی ہے مثلاً " یہ جسم یا تو انسان ہے یا فرس " میں تنافی فی الصدق فقط ہے کیونکہ کسی جسم معیّن پر انسان اور فرس دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق نہیں آسکتی لیکن یہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ برطرف ہوسکتی ہیں مثلاً کوئی جسم معیّن جب حمار ہو تو اس سے انسان اور فرس کی نسبت ایک ساتھ برطرف رہیگی۔

صرف کذباً تنافی : (یعنی تنافی فی الکذب فقط : اگر دو نسبتیں ایک ساتھ برطرف نہ ہوسکیں لیکن دونوں ایک ساتھ صادق ہوسکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان صرف کذباً تنافی ہے مثلاً هٰذَا الْجِسْمُ اِمَّا نَاطِقٌ اَوْ جَوْهَرٌ میں تنافی فی الکذب فقط ہے، کیونکہ کسی جسم معیّن سے ناطق اور جوہر دونوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف نہیں ہوسکتی، ہاں دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق آسکتی ہے چنانچہ کوئی جسم معیّن جب انسان ہو تو اس پر ناطق اور جوہر دونوں کی نسبت صادق آئے گی۔

عدمِ تنافی کی بھی تین شکل ہے : عدمِ تنافی صدقاً وکذباً، عدمِ تنافی فقط صدقاً، عدمِ تنافی فقط کذباً۔

عدمِ تنافی صدقاً وکذباً : اگر دو نسبتیں ایک ساتھ صادق آسکیں اور یونہی دونوں ایک ساتھ برطرف ہوسکیں تو ایسی دو نسبتوں کے درمیان عدمِ تنافی صدقاً وکذباً ہے، جیسے " ایسا نہیں کہ یہ حیوان یا تو ناطق ہے یا انسان " میں عدمِ تنافی صدقاً وکذباً ہے اس لئے کہ کسی حیوان معیّن پر ناطق اور انسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق آسکتی ہے، مثلاً کوئی حیوان معیّن جب زید ہو تو اس پر ناطق اور انسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ صادق آئے گی اور یونہی کسی حیوان معین سے ناطق اور انسان دونوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف ہوسکتی ہے مثلاً کوئی حیوان معیّن جب فرس ہو تو اس سے ناطق اور انسان

دونوں کی نسبت ایک ساتھ برطرف رہے گی۔

عدمِ تنافی صرف صدقاً : تنافی فی الصدق فقط کا سلب جیسے " ایسا نہیں ہے کہ یہ جسم یا تو حساس ہے یا جوہر " اس مثال میں تنافی کا سلب صرف صدقاً ہے۔

عدمِ تنافی صرف کذباً : تنافی فی الکذب فقط کا سلب، مثلاً " ایسا نہیں کہ یہ حیوان یا تو فرس ہے یا حمار۔ اس مثال میں تنافی کا سلب صرف کذباً ہے۔

اب ذیل میں قضیہ کی قسمیں اور ان کی تعریفیں تحریر کی جاتی ہیں۔ قضیہ کی دو قسم ہے :

(۱) **حملیہ** (۲) **شرطیہ**

حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئے کا ثبوت کسی دوسری شئے کے لئے مانا گیا ہو، یا کسی شئے کی نفی دوسری شئے سے مانی گئی ہو جیسے زید عالم ہے، اس مثال میں زید کے لئے عالم ہونے کا ثبوت مانا گیا ہے، اور جیسے بکر جاہل نہیں ہے، اس مثال میں بکر سے جاہل ہونے کی نفی مانی گئی ہے۔

شرطیہ وہ قضیہ ہے جس میں اتصال[ع] یا انفصال مانا گیا ہو جیسے

۱ :- اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔

۲ :- لَيْسَ اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّيْلُ مَوْجُوْدٌ۔

۳ :- هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ۔

۴ :- لَيْسَ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ زَيْدٌ سُنِّيًّا اَوْ مُؤْمِنًا۔

پہلی مثال میں اتصالِ ایجابی کا حکم ہے کیونکہ طلوعِ شمس کے ثبوت کی تقدیر

ع اتصال اور انفصال کے معنی میں اگرچہ " ماننے " کا مفہوم داخل ہے لیکن یہاں یہ دونوں " ماننے " کے مفہوم سے خالی ہیں کیونکہ آخر میں " مانا گیا " علیحدہ سے مذکور ہو رہا ہے۔

پر ستارہ کے لئے وجود کا ثبوت مانا گیا ہے۔

دوسری مثال میں انفصال سلبی کا حکم ہے اس لئے کہ طلوعِ شمس کے ثبوت کی تقدیر پر لیل سے وجود کا انتفاء مانا گیا ہے۔

تیسری مثال میں انفصالِ ایجابی کا حکم ہے کیونکہ زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت کے درمیان تنافی مانی گئی ہے۔

چوتھی مثال میں انفصالِ سلبی کا حکم ہے کیونکہ سُنّی کی نسبت اور مومن کی نسبت کے درمیان عدمِ تنافی مانا گیا ہے۔

نوٹ : شرطیہ کے باقی مباحث انشاءاللہ تعالےٰ آئندہ آئیں گے۔

موضوع، محمول کی شناخت کا بیان

واضح ہو کہ قضیہ حملیہ کی دو قسم ہے ،

موجبہ — سالبہ

حملیۂ موجبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئے کو دوسری شئے کے لئے ثابت مانا گیا ہو جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ۔

حملیۂ سالبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئے کو دوسری شئے سے منفی مانا گیا ہو جیسے بَکْرٌ لَیْسَ بِجَاھِلٍ۔

عزیز بچو ! اگر تم موجبہ اور سالبہ کی مذکورہ بالا تعریف میں تھوڑا سا غور سے کام لو تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ حملیہ موجبہ میں ایک شئے کا دوسری شئے کے لئے ثبوت مانا جاتا ہے اور حملیہ سالبہ میں ایک شئے کا دوسری شئے سے انتفاء مانا جاتا ہے تو اب دھیان سے سنو کہ جس شئے کا ثبوت مانا جاتا ہے !

جس شئے کی نفی مانی جاتی ہے وہ منطق کی زبان میں محمول ہے اور جس شئے کے لئے ثبوت مانا جاتا ہے یا جس شئے سے نفی مانی جاتی ہے وہ موضوع ہے مثلاً زَیْدٌ عَالِمٌ میں زید کے لئے عالم ہونے کا ثبوت مانا گیا ہے لہٰذا زید موضوع اور عالم محمول ہے اور جیسے بَکْرٌ لَیْسَ بِجَاھِلٍ میں بکر سے جاہل ہونے کی نفی مانی گئی ہے اس لئے بکر موضوع اور جاہل محمول ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قضیہ حملیہ کا موضوع وہ شئے ہے جس کے لئے کسی دوسری شئے کا ثبوت مانا جائے یا وہ شئے ہے جس سے کسی دوسری شئے کی نفی مانی جائے مثلاً الانسان کاتب اور الفرس لیس باسد میں انسان اور فرس موضوع ہے ،

اور قضیہ حملیہ کا محمول وہ چیز ہے جس کا ثبوت کسی دوسری شئے کے لئے مانا جائے یا وہ چیز ہے جس کی نفی کسی دوسری شئے سے مانی جائے جیسے مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں کاتب اور اسد محمول ہے۔

سوال ؛ زید نے بچہ کو لاٹھی سے مارا ، اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب ؛ زید موضوع اور مارا محمول ہے اور بچہ کو مارا کا مفعول ہے اور لاٹھی سے ، مارا کا متعلق ہے۔

سوال : مالدار پر زکوٰۃ فرض ہے ، اس قضیہ میں موضوع ، محمول متعین کیجئے۔

جواب : زکوٰۃ موضوع اور فرض محمول ہے۔ اور اگر اس قضیہ کو عربی میں یوں ادا کریں کہ اَلْغَنِیُّ یَجِبُ عَلَیْہِ الزَّکوٰۃُ تو الغنی موضوع اور تجب علیہ الزکوٰۃ محمول ہوگا۔

سوال ، جمعہ کے روز دس بجے دن میں بچہ حاکم پرگنہ کے سامنے مارا گیا۔ اس قضیہ میں موضوع ، محمول کیا ہے ؟

جواب: بکر موضوع اور مارا گیا محمول ہے، اور باقی عبارتیں مارا گیا کے لئے ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان ہے۔

سوال: ہمارے رسول غیب پر بخیل نہیں، اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب: ہمارے رسول، موضوع اور بخیل محمول ہے۔

سوال: خالد میں سمجھ ہے، اس قضیہ میں موضوع اور محمول کیا ہے؟

جواب: سمجھ موضوع اور خالد میں، محمول ہے۔

سوال: انسان کو ہوا کی ضرورت ہے۔ اس قضیہ میں موضوع محمول کیا ہے؟

جواب: ضرورت موضوع اور انسان کو، محمول ہے۔

ان سوالات وجوابات کا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ قضیہ کے موضوع اور محمول کو اچھی طرح پہچان لو تاکہ آئندہ موضوع اور محمول کے متعلق جو مسائل بیان کئے جائیں انہیں آسانی سے سمجھ سکو۔

اجزائے حملیہ کا بیان

قضیہ حملیہ تین جُزء سے تیار ہوتا ہے:

(۱) موضوع (۲) محمول (۳) نسبت تامہ خبریہ

جو لفظ نسبت تامہ خبریہ پر دلالت کرتا ہے اسے رابطہ کہتے ہیں مثلاً زَیْدٌ هُوَ عَالِمٌ میں زَیْدٌ موضوع عَالِمٌ محمول اور هُوَ رابطہ ہے جو نسبت تامہ خبریہ ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے۔

اور جیسے بَکْرٌ لَیْسَ بِجَاهِلٍ میں بَکْرٌ موضوع جَاهِلٌ

محمول اور لفظ لَیْسَ رابطہ ہے جو نسبت تامہ خبریہ سلبیہ پر دلالت کرتا ہے

جاننا چاہئے کہ رابطہ کو کبھی حذف کر دیتے ہیں جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ میں رابطہ محذوف ہے۔

سوال: اردو اور فارسی میں نسبت خبریہ ایجابیہ اور نسبت خبریہ سلبیہ پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہے۔

جواب: اردو میں لفظ ہے اور فارسی میں لفظ است نسبت خبریہ ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے جیسے زید کھڑا ہے، خالد جوان است، میں ہے اور است، نسبت ایجابیہ خبریہ پر دلالت کر رہا ہے۔

یونہی اردو میں نہیں اور فارسی میں نیست، نسبت خبریہ سلبیہ پر دلالت کرتا ہے، جیسے خالد جاہل نہیں، زید ہوشیار نیست، میں نہیں اور نیست، نسبت خبریہ سلبیہ پر دلالت کر رہا ہے۔

تصوّر اور تصدیق کا تفصیلی بیان

عزیز نونہالو ! اس کتاب کے ابتدائی حصے میں تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ شے کی صورتِ ذہنیہ کو منطقی لوگ علم کہتے ہیں، پھر علم کی دو قسمیں کرتے ہوئے تصور اور تصدیق کا صرف مختصر سا ذکر کر دیا گیا تھا کیونکہ اس وقت تمہارا ذہن بہت ننھا تھا، تصدیق کی حقیقت تک پہنچنا تمہارے لئے دشوار تھا لیکن اب جب کہ تم کتاب کا اچھا خاصہ حصہ پڑھ چکے ہو اور تمہیں موضوع، محمول، نیز نسبتِ خبریہ کی پہچان کرا دی گئی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے سامنے تصور اور تصدیق کی اچھی طرح وضاحت کر دی جائے۔

اب ذیل کے سوال و جواب بغور پڑھو اور سمجھنے کی پوری کوشش کرو۔

سوال: قلم کی صورتِ ذہنیہ تصوّر ہے یا تصدیق؟

جواب: قلم کی صورتِ ذہنیہ تصوّر ہے۔

سوال: قلمِ زید کی صورتِ ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصور ہے۔

سوال: مار تو کی صورتِ ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصور ہے۔

سوال: مار اور تو کے درمیان نسبتِ انشائیہ کی صورتِ ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: تصوّر ہے۔

سوال: آسمان بلند ہے۔ اس قضیہ میں آسمان اور بلند کے درمیان نسبتِ خبریہ کی صورتِ ذہنیہ کیا ہے؟

جواب: یہ صورتِ ذہنیہ اگر واقع کے مطابق مانی ہوئی ہے تو وہ تصدیق ہے ورنہ تصور ہے۔

سوال: اذعانِ نسبتِ خبریہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نسبتِ خبریہ کی وہ صورتِ ذہنیہ جو واقع کے مطابق باور شدہ ہے۔

سوال: تمام مسلمانوں کا عقیدۂ قطعیہ ہے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس خط کشیدہ قضیہ میں محکوم علیہ، محکوم بہ اور رابطہ کیا ہے اور اس قضیہ سے کتنی ذہنی صورتیں متعلق ہیں اور ان میں کون کون تصور ہیں اور کون تصدیق ہے؟

جواب: اس قضیہ میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس محکوم علیہ، رحمۃ للعالمین محکوم بہ اور لفظِ ہیں رابطہ ہے جو نسبتِ ایجابیہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس قضیہ سے چار ذہنی صورتیں متعلق ہیں،

(۱) سرکار اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صورتِ ذہنیہ،

(۲) رحمۃ للعالمین کی صورتِ ذہنیہ،

(۳) نسبتِ ایجابیہ کی سادہ صورتِ ذہنیہ، اور پھر

(۴) اس نسبتِ ایجابیہ کی اذعانی صورتِ ذہنیہ۔

پہلی تین ذہنی صورتیں تصور ہیں اور آخری صورتِ ذہنیہ تصدیق ہے۔

سوال: قضیۂ مذکورہ بالا کے محکوم علیہ اور محکوم بہ کی صورتِ ذہنیہ کو آپ نے سادہ نہیں کہا اور نسبتِ ایجابیہ کی صورتِ ذہنیہ کو سادہ کہا، ایسا کیوں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ محکوم علیہ اور محکوم بہ کی صورتِ ذہنیہ ہمیشہ سادہ ہی رہتی ہے، رہی نسبتِ خبریہ کی صورتِ ذہنیہ تو کبھی وہ سادہ ہوتی ہے، اس وقت تصوّر ہوگی اور کبھی اذعانی ہوتی ہے، اس وقت اسے تصدیق کہیں گے

تو جب ایک نسبتِ خبریہ سے دو طرح کی صورتِ ذہنیہ متعلق ہے تو ان کے آپس میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ضرور ایک صورتِ ذہنیہ کو سادہ اور دوسری صورتِ ذہنیہ کو اذعانی بنانا ہوگا۔

سوال: محکوم علیہ یا محکوم بہ کی صورتِ ذہنیہ اذعانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نہ تو محکوم علیہ کی صورتِ ذہنیہ اذعانی ہو سکتی ہے نہ محکوم بہ کی، ہاں نسبتِ خبریہ کی صورتِ ذہنیہ ضرور اذعانی ہو سکتی ہے۔

سوال: شاید زید عالم ہے، اس قضیہ کی نسبتِ خبریہ کی صورتِ ذہنیہ تصور ہے یا تصدیق؟

جواب: یہ صورتِ ذہنیہ چونکہ اذعان سے خالی ہے اس لئے یہ تصور ہے تصدیق نہیں ہے۔

سوال: آسمان بلند ہے، اس قضیہ کی نسبتِ ایجابیہ کو واقع کے مطابق باور کرنے کا کیا معنی ہے؟

جواب: جس طرح تمہارے ذہن میں آسمان کے لئے بلندی کی ثبوتی نسبت حاصل ہے، یوں اگر تمہارا ذہن تسلیم کرلے کہ واقع میں بھی آسمان کے لئے بلندی ثابت ہے تو اس تسلیم کا یہ معنی ہے کہ تم نے "آسمان بلند ہے" کی نسبتِ ایجابیہ کو واقع کے مطابق باور کرلیا۔

سوال: زید اندھا نہیں، اس قضیہ کی نسبتِ سلبیہ کو واقع کے مطابق باور کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح تمہارے ذہن میں زید سے اندھے پن کی نسبت برطرف ہے یوں اگر تمہارا ذہن یہ مانتا ہو کہ نفس الامر میں زید کے ساتھ اندھے پن کا وصف نہیں پایا جارہا ہے تو اس ماننے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے "زید اندھا نہیں"

کی نسبتِ سلبیہ کو واقع کے مطابق باور کرلیا۔

سوال: تصور کی تعریف کیا ہے؟

جواب: شے کی وہ صورتِ ذہنیہ جو اذعان سے خالی ہو اسے تصور کہتے ہیں، مثلاً زید، احمد کا غلام، ہوشیار لڑکا، تم پڑھو، ان سب کی صورتِ ذہنیہ تصور ہے۔

سوال: تصدیق کی تعریف کیا ہے؟

جواب: نسبتِ خبریہ کی وہ صورتِ ذہنیہ جو اذعان ہو، اسے تصدیق کہتے ہیں مثلاً نماز فرض ہے، سورج کالا نہیں، ان قضایا کی نسبتِ خبریہ کا اذعان تصدیق ہے۔

سوال: تصدیقِ ایجابی اور تصدیقِ سلبی کسے کہتے ہیں؟

جواب: نسبتِ ثبوتیہ کے اذعان کو تصدیقِ ایجابی کہتے ہیں جیسے آسمان نیلا ہے، کی نسبت کا اذعان تصدیقِ ایجابی ہے،

اور نسبتِ سلبیہ کے اذعان کو تصدیقِ سلبی کہتے ہیں مثلاً سورج کالا نہیں، کی نسبت کا اذعان تصدیقِ سلبی ہے۔

سوال: تصدیق کے وجود کے لئے کچھ شرط ہے؟

جواب: ہاں! وجودِ تصدیق کے لئے تین تصور کا پایا جانا شرط ہے، مثلاً زید عالم ہے، کی تصدیق کے لئے (۱) زید کا تصور (۲) عالم کا تصور، (۳) پھر زید اور عالم کے درمیان نسبتِ خبریہ کا تصور حاصل ہونا ضروری ہے۔

سوال: حصولِ تصدیق کے لئے تصوراتِ ثلاثہ کا پایا جانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لئے کہ تصدیق، نسبتِ خبریہ کے اذعان کا نام ہے تو جب تک نسبتِ خبریہ کا تصور نہ ہوجائے اس کا اذعان کس طرح ہوگا؟ اور چونکہ نسبتِ خبریہ، محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان ہوتی ہے اس لئے اس کے تصور سے پہلے محکوم علیہ اور محکوم بہ کا تصور ضروری ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حصولِ تصدیق سے پہلے تصورات

ثلاثہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

محصوراتِ اربعہ وغیرہ کا بیان

قضیہ کی اس موضوع کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں :

(۱) شخصیہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ (۴) مہملہ

شخصیہ : وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو، مثلاً سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں، اور جیسے یہ قلم خوبصورت ہے، زید تندرست ہے، بکر غریب نہیں۔

تنبیہِ ضروری

جس قضیہ میں موضوع کی جگہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کا مقدس نام ذکر کیا جائے اسے قضیہ شخصیہ ہرگز نہ کہنا چاہیے بلکہ اسے قضیہ قدسیہ کہا جائے جیسے اَللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ رَبُّنَا، اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔

طبعیہ : وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم نفسِ حقیقت پر ہو جیسے اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ (انسان ایک نوع ہے)۔

دیکھو اس قضیہ میں انسان موضوع ہے اور وہ کُلی ہے اور نوع ہونے کا حکم انسان کے افراد زید، بکر وغیرہ پر نہیں بلکہ خود حقیقتِ انسانیہ پر ہے اور جیسے "حیوان نوع نہیں" اس قضیہ میں نوع نہ ہونے کا حکم نفسِ حقیقتِ حیوانیہ پر ہے۔

محصورہ : وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افرادِ موضوع پر ہو اور افراد کی مقدار کُلاً یا بعضاً بیان کردی گئی ہو جیسے کُلُّ نَبِیٍّ مُطَّلِعٌ عَلَی الْغَیْبِ اور جیسے بَعْضُ الْمُتَعَلِّمِ حَافِظُ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ

قضیہ محصورہ کا دوسرا نام مُسَوَّرہ ہے۔

سُور : وہ لفظ ہے جس سے افرادِ موضوع کی مقدار کُلاً یا بعضاً بیان کی جاتی ہے جیسے زبانِ عربی میں کل، بعض، لا شیئ، بعض لیس۔
زبانِ اردو میں ہر، تمام، کچھ، کوئی نہیں، کچھ نہیں۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں :

(۱) موجبہ کلیہ (۲) موجبہ جزئیہ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ

موجبہ کلیہ : وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے ہر فرد کے لئے محمول کا ثبوت مانا گیا جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ اور جیسے "ہر انسان ذی حیات ہے۔"

موجبہ جزئیہ : وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد کے لئے محمول کا ثبوت مانا گیا ہو جیسے بَعْضُ الْاِنْسَانِ کَافِرٌ اور جیسے "بعض علماء فقیہ ہیں"، "کچھ طلباء نہایت محنتی ہیں"۔

سالبہ کلیہ : وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے ہر فرد سے محمول کی نفی مانی گئی ہو جیسے لَا شَیْئَ مِنَ الصَّحَابِیِّ بِفَاسِقٍ اور جیسے "کوئی مرتد قابلِ مغفرت نہیں ہے"۔

سالبہ جزئیہ : وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد سے محمول کی نفی مانی ہو جیسے بَعْضُ الصَّلٰوۃِ لَیْسَتْ بِفَرْضٍ اور جیسے "کچھ انسان خوش نصیب نہیں ہیں"۔

مہملہ : وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افرادِ موضوع پر ہو لیکن افراد کی مقدار کُلاً یا بعضاً بیان نہ کی گئی ہو جیسے اَلْمُؤْمِنُ مَغْفُوْرٌ اور جیسے "گھوڑا وفادار جانور ہے"۔

حمل کا بیان

حمل: وہ چیزیں جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے غیر ہوں ان کو وجود میں متحد قرار دینا جیسے زَیْدٌ طَبِیْبٌ۔ دیکھو زید کا مفہوم اور طبیب کا مفہوم غیر غیر ہے لیکن یہاں دونوں کو وجود میں متحد مانا گیا ہے۔

پھر حمل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حمل بالاشتقاق (۲) حمل بالمواطاۃ

حمل بالاشتقاق: جب کسی مشتق یا ذو یا کسی حرفِ جار کے واسطہ سے ایک مفہوم پر دوسرا مفہوم محمول ہو تو یہ حمل بالاشتقاق ہے جیسے

(۱) زَیْدٌ کَاتِبٌ،

(۲) عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ذُوْ کِتَابَۃٍ،

(۳) اَلْوَلَدُ فِی الْمَدْرَسَۃِ،

(۴) بَکْرٌ عَلَی الْوُضُوْءِ،

(۵) اَلْمَالُ لِعَمْرٍو

پہلی مثال میں کاتب کے واسطہ سے کتابت کا حمل زید پر، دوسری مثال میں ذو کے واسطہ سے کتابت کا حمل عبدالرحمٰن پر، تیسری مثال میں بواسطہ فی مدرسہ کا حمل ولد پر، چوتھی مثال میں بواسطہ علیٰ وضو کا حمل بکر پر، پانچویں مثال میں بواسطہ لامِ جر عمرو کا حمل مال پر، حمل بالاشتقاق ہے۔

حمل بالمواطاۃ: جب ایک مفہوم پر دوسرا مفہوم بے واسطہ محمول ہو تو وہ حمل بالمواطاۃ ہے جیسے

(۱) زَیْدٌ کَاتِبٌ (۲) خَالِدٌ رَجُلٌ

پہلی مثال میں کاتب کا حمل زید پر اور دوسری مثال میں رجل کا حمل خالد پر حمل بالمواطاۃ ہے۔

توضیح

کاتب مشتق ہے اور کتابت اس کا مبدأ ہے تو زَیْدٌ کَاتِبٌ میں جب زید پر کاتب کا حمل مانا جائے تو یہ حمل بالمواطاۃ ہوگا اور جب بواسطہ کاتب، کتابت کا حمل زید پر مانا جائے تو یہ حمل بالاشتقاق ہوگا۔

معدولہ محصلہ بسیطہ کا بیان

قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قضیہ معدولۃ الموضوع

(۲) قضیہ معدولۃ المحمول

(۳) قضیہ معدولۃ الطرفین

معدولۃ الموضوع: وہ قضیہ موجبہ یا سالبہ ہے جس میں حرف[1] سلب موضوع کا جزء ہے جیسے اَللَّاعَالِمُ حَیٌّ[2]، اَللَّاحَیُّ لَیْسَ بِکَاتِبٍ[3] اور جیسے نادان غریب ہے، وہ بددین مسلمان نہیں۔

معدولۃ المحمول: وہ قضیہ موجبہ یا سالبہ ہے جس میں حرفِ سلب محمول کا جزء ہو جیسے زَیْدٌ عَدِیْمُ الْحَیَاءِ[4]، اَلْاِنْسَانُ لَیْسَ بِلَاحَیٍّ[5] اور جیسے بکر ناراض ہے، خالد انجان نہیں۔

---

[1] یہاں حرف سے مراد حرفِ نحوی نہیں بلکہ حرفِ عرفی یعنی لفظ کلمہ مراد ہے ۱۲ [2] بے علم زندہ ہے ۱۲ [3] بے جان کاتب نہیں ۱۲ [4] زید بے شرم ہے ۱۲ [5] انسان بے جان نہیں ۱۲

معدولۃ الطرفین: وہ قضیہ موجبہ یا سالبہ ہے جس میں حرفِ سلب موضوع اور محمول دونوں کا جزء ہے جیسے عَدِیْمُ الْبَصَرِ غَیْرُ خَائِفٍ[1]، غَیْرُ الْمُسْلِمِ[2] لَیْسَ بِعَدِیْمِ الْفَہْمِ۔ اور جیسے وہ بے قصور نڈر ہے، یہ اَن پڑھ بے وقوف نہیں ہے۔

جب قضیہ موجبہ میں حرفِ سلب نہ تو موضوع کا جزء ہو، نہ محمول کا، تو ایسے قضیہ موجبہ کو محصلہ کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ،

اور جب قضیہ سالبہ میں حرفِ سلب نہ تو موضوع کا جزء ہو نہ محمول کا تو ایسے قضیہ سالبہ کو بسیطہ کہتے ہیں جیسے لَا شَیْئَ مِنَ الْمُشْرِکِ بِمَغْفُوْرٍ۔

مشقی سوالات

۱: مندرجہ ذیل قضایا میں محصورہ کی قسمیں اور قدریہ، شخصیہ، مہملہ متعین کرو:-

- ہر انسان ذی حیات ہے۔
- اللہ تعالٰے سارے جہان کا رب ہے۔
- کوئی فرشتہ گنہگار نہیں۔
- زید ہوشیار ہے۔
- بعض عالم خطیب ہیں۔
- مومن شریف ہے۔
- بعض لوگ شریف نہیں۔
- تم تندرست ہو۔
- کچھ طلبہ بیمار ہیں۔
- رب العزۃ جل جلالہ ہی قابلِ پرستش ہے۔

۲۔ قضایائے ذیل میں معدولہ کی قسمیں بتاؤ:-

- نعمت الٰہیہ بے شمار ہیں۔
- یہ بلڈنگ ناپائیدار نہیں۔
- وہ سمندر اتھاہ ہے۔

۳۔ مندرجہ ذیل قضایا میں کون معدولہ ہے اور کون غیر معدولہ؟ غور کرکے بتاؤ:-

[1] نابینا نڈر ہے ۱۲ [2] غیر مسلم ناسمجھ نہیں ۱۲

- نابینا نے نماز پڑھی۔
- میں اس نابالغ کو پڑھاؤں گا۔
- زید نے بے نماز کو سزا دی۔

ذاتِ موضوع اور وصفِ عنوانی کا بیان

واضح ہو کہ منطق کی زبان میں افرادِ موضوع کو ذاتِ موضوع کہتے ہیں اور جس مفہوم سے موضوع کی تعبیر کی جاتی ہے اس کو وصفِ عنوانی یا عنوانِ موضوع کہتے ہیں جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ میں اَلْانسان وصفِ عنوانی ہے اور انسان کے افراد مثلاً زید، بکر، خالد وغیرہ ذاتِ موضوع ہیں۔

وصفِ عنوانی کبھی ذاتِ موضوع کا جزء ہوتا ہے مثلاً کُلُّ حَیَوَانٍ حَسَّاسٌ میں حیوان وصفِ عنوانی ہے اور حیوان اپنے افراد انسان، حمار، فرس، اسد، کلب وغیرہ کا جزء ہے۔

اور کبھی ذاتِ موضوع کا عین ہوتا ہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ میں انسان وصفِ عنوانی ہے اور انسان اپنے افراد زید، بکر، خالد وغیرہ کا عینِ حقیقت ہے۔

اور کبھی ذاتِ موضوع کی حقیقت سے خارج ہوتا ہے جیسے اَلْکَاتِبُ مُتَحَرِّکُ الْاَصَابِعِ میں کاتب وصفِ عنوانی ہے اور کاتب اپنے افراد زید، بکر، خالد وغیرہ کی حقیقت سے خارج ہے۔

قضایائے موجّہات کا بیان

قضیہ حملیہ میں موضوع اور محمول کے درمیان جو نسبت پائی جاتی ہے وہ نفس الامر میں کسی نہ کسی کیفیت مثلاً وجوب، ضرورت، دوام، فعلیت سے ضرور متصف ہوگی مثلاً :

۱: اللہ تعالےٰ صادق ہے۔ ۳۔ زمین عہ ساکن ہے۔

۲: انسان حیوان ہے۔ ۴۔ حیوان متنفس ہے۔

پہلے قضیہ میں صدق کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہے، نفس الامر میں یہ نسبت وجوب سے متصف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ قدسیہ سے صدق کا جدا عسہ ہونا محال ہے۔

دوسرے قضیہ میں انسان کی طرف حیوانیت کی نسبت ہے، نفس الامر میں یہ نسبت ضرورت سے متکیف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جب تک انسان موجود ہے اس سے حیوانیت کا جدا ہونا ممتنع ہے۔

تیسرے قضیہ میں زمین کی طرف سکون کی نسبت ہے، نفس الامر میں نسبت دوام سے متصف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے سکون کی نسبت کبھی جدا نہ ہوگی، اگرچہ جدا ہونا ممکن ہے۔

چوتھے قضیہ میں حیوان کی طرف تنفس کی نسبت ہے، نفس الامر میں یہ نسبت

عہ یہاں سکونِ زمین سے مراد زمین کا گردش نہ کرنا ہے اگر کسی وقت زمین متزلزل ہو تو سکون کے خلاف نہ ہوگا ۱۲

عسہ تو جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات ازلی ابدی ہے یونہی اس کا صدق بھی ازلی ابدی ہے لہٰذا اس کے حق میں امکانِ کذب کی قطعاً گنجائش نہیں ۱۲

فعلیت سے متصف ہے جس کا معنی یہ ہے کہ زمانۂ ماضی یا حال یا زمانۂ استقبال یعنی ان تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں تنفس کی نسبت حیوان سے الگ نہیں ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ثابت ہوا کہ ہر نسبت کسی نفس الامری کیفیت سے ضرور متصف ہے خواہ اس کیفیت کو ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے، پھر اگر قضیہ میں نسبت کی کیفیت بیان کر دی جائے تو اب وہ قضیہ، قضیہ موجّہہ قرار پائے گا جیسے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صَادِقٌ بِالْوُجُوْبِ،

دیکھو اس قضیہ قدسیہ میں جس واقعی کیفیت سے نسبت متکیف عہ ہے اس کا بیان بالوجوب سے کیا گیا لہٰذا یہ قضیہ، قضیہ موجہہ قرار پایا، اور اگر نسبت کی کیفیت کا اظہار نہ کیا جائے تو اس صورت میں قضیہ کو قضیہ مطلقہ کہیں گے جیسے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صَادِقٌ ۔ پھر جو لفظ اس نفس الامری کیفیت پر دلالت کرے اس کو جہتِ قضیہ اور خود نفس الامری کیفیت کو مادۂ قضیہ کہتے ہیں۔ ذیل میں سب کی تعریف لکھی جاتی ہے :۔

مادّۂ قضیّہ : وہ کیفیتِ واقعیہ ہے جس سے نسبت متصف ہو جیسے ضرورۃ، دوام، فعلیت وغیرہ۔

جہتِ قضیّہ : وہ لفظ ہے جو کیفیتِ واقعیہ پر دلالت کرے مثلاً بالضرورۃ، دائماً، بالدوام، بالفعل، بالامکان کے الفاظ۔

قضیہ موجّہہ : وہ قضیہ ہے جس میں کسی جہت کا بیان ہو جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَۃِ۔

عہ ھٰذا فی القضیۃ الملفوظۃ اما فی المعقولۃ فحکم العقل بان النسبۃ متکیفۃ کذا تسمی جہۃ ھٰکذا فی القطبی ۱۲

قضیۂ مطلقہ : وہ قضیہ ہے جس میں جہت کا ذکر نہ ہو جیسے کُلُّ اَرْضٍ سَاکِنَۃٌ۔

قضیۂ موجّہہ صادقہ : وہ قضیہ ہے جس میں جہت مادہ کے مطابق ہو مثلاً کُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ بِالضَّرُوْرَۃِ۔

قضیۂ موجّہہ کاذبہ : وہ قضیہ ہے جس میں جہت مادہ کے مخالف ہو مثلاً کُلُّ اِنْسَانٍ جَآئِمٌ بِالدَّوَامِ۔

پھر قضیہ موجہہ کی دو قسم ہے :-

(۱) بسیطہ (۲) مرکبہ

بسیطہ : وہ قضیۂ موجہہ ہے جس کی حقیقت صرف ایجاب یا صرف سلب ہو جیسے کُلُّ حَیَوَانٍ حَسَّاسٌ بِالضَّرُوْرَۃِ اور جیسے لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِفَرَسٍ بِالضَّرُوْرَۃِ۔

پہلی مثال میں قضیۂ موجہہ کی حقیقت صرف ایجاب اور دوسری مثال میں قضیۂ موجہہ کی حقیقت صرف سلب ہے۔

مرکبہ : وہ قضیۂ موجہہ ہے جو بسیطہ موجبہ اور بسیطہ سالبہ سے مرکب ہو اور دوسرا جزء اشارۃً مذکور ہو۔

دوسرے لفظ میں یوں کہنا بھی درست ہے کہ مرکبہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہو مگر دوسرا جزء[ع] مجملاً مذکور ہو جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ جَآئِمٌ بِالْفِعْلِ، لَا دَآئِمًا۔

دیکھو اس قضیہ کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہے مگر دوسرا جزء صریحاً نہیں بلکہ مجملاً مذکور ہے۔

ع یعنی دوسرے قضیہ میں موضوع و محمول کا ذکر نہ کیا جائے ۱۲

واضح ہو کہ موجہہ بسیطہ کی آٹھ قسم ہے :-

(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) عرفیہ عامہ

(۵) وقتیہ مطلقہ (۶) منتشرہ مطلقہ (۷) مطلقہ عامہ (۸) ممکنہ عامہ

ضروریہ مطلقہ : وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا کہ ذاتِ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا ذاتِ موضوع سے محمول کا سلب ضروری طور پر ہے جب تک کہ ذاتِ موضوع موجود ہو جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ، لاشیئ من الانسان بحجر بالضرورۃ اور جیسے ہر تین ضرور طاق ہے، کوئی تین ہرگز جفت نہیں۔

دائمہ مطلقہ : وہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا ہو کہ ذاتِ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت یا ذاتِ موضوع سے محمول کا سلب، جب تک ذاتِ موضوع موجود ہو، دوامی طور پر ہے جیسے کل ارض ساکنۃ بالدوام، لاشیئ من الفلک[ع] بمتحرک بالدوام، کل فرس حیوان بالدوام، لاشیئ من الفرس بانسان بالدوام۔

واضح ہو کہ ضرورتِ نسبت کا مطلب یہ ہے کہ محمول کی نسبت کا موضوع سے جدا ہونا محال ہے مثلاً کل فرسٍ حیوانٌ میں ضرورتِ نسبت پائی جاتی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حیوانیت کی نسبت کا فرس سے جُدا ہونا محال ہے۔

ع متقدمین فلاسفہ گردشِ آسمان کے قائل تھے، دورِ جدید کے اربابِ سائنس گردشِ زمین کے قائل اور وجودِ آسمان کے منکر ہیں ہم مسلمانوں کے نزدیک زمین و آسمان دونوں موجود اور حرکت سے محفوظ ہیں اس مسئلہ پر جسے نقلی و عقلی دلائل ملاحظہ کرنے کا شوق ہو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ نزولِ آیاتِ فرقان، فوزِ مبین، الکلمۃ الملہمۃ کا مطالعہ کرے ۱۲

اور دوام نسبت کا معنی یہ ہے کہ محمول کی نسبت موضوع سے کبھی جُدا نہ ہوگی خواہ جدا ہونا محال ہو یا ممکن مثلاً کل انسان حیوان بالدوام میں دوامِ نسبت کا حکم کیا گیا ہے یعنی حیوانیت کی نسبت انسان سے کبھی جدا نہ ہوگی مگر دوام نسبت کے ساتھ اس قضیۂ خاص میں ضرورتِ نسبت بھی پائی جارہی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حیوانیت کی نسبت کا انسان سے جدا ہونا محال ہے اور جیسے کل ارض ساکنۃ دائما میں بھی دوامِ نسبت کا حکم کیا گیا ہے لیکن اس قضیۂ خاص میں دوامِ نسبت کے ساتھ ضرورتِ نسبت نہیں پائی جارہی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ سکون کی نسبت زمین سے کبھی جُدا نہ ہوگی اگرچہ جدا ہونا ممکن ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس قضیہ میں مادۂ ضرورت ہوگا وہاں مادۂ دوام ضرور صادق آئے گا لیکن ہوسکتا ہے کہ کسی قضیہ میں مادۂ دوام صادق آئے اور مادۂ ضرورت صادق نہ آئے، دیکھو کل فرسٍ حیوانٌ میں مادۂ ضرورت اور مادۂ دوام دونوں پائے جاتے ہیں اور کل ارض ساکنۃ میں صرف مادۂ دوام ہے، مادۂ ضرورت نہیں ہے۔

مشروطہ عامہ : وہ قضیہ موجہ ہے جس پر یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع کے لئے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے اس شرط پر ضروری ہے کہ ذاتِ موضوع وصفِ عنوانی سے متصف ہو جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا ولا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا، اور جیسے ہر دھوبی جب تک کہ دھو رہا ہو ضرور اس کے ہاتھ ہلتے ہیں۔ کوئی دھوبی جب تک کہ دھوتا ہو ہرگز اس کے ہاتھ ساکن نہیں۔

عرفیہ عامہ : وہ قضیہ موجہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع

کے لئے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے اس شرط پر دوامی ہے کہ ذاتِ موضوع وصفِ عنوانی سے متصف ہو جیسے بالدوام کل صائم ممسك عن الاکل مادام صائما و بالدوام لا شیئ من الخیاط بآخذ القلم مادام خائطا۔

وقتیہ مطلقہ : وہ قضیہ موجہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع کے لئے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے کسی وقتِ معین میں ضروری ہے جیسے بالضرورۃ کل مسلم طاهر وقت اداء الصلوٰۃ و بالضرورۃ لا شیئ من المسلم بطاهر وقت الجنابۃ۔

منتشرہ مطلقہ : وہ قضیہ موجہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت، ذاتِ موضوع کے لئے یا محمول کا سلب، ذاتِ موضوع سے وقتِ غیر معین میں ضروری ہے جیسے بالضرورۃ کل انسان جائع وقتاما و بالضرورۃ لا شیئ من الحیوان بمتنفس وقتاما۔

مطلقہ عامہ : وہ قضیہ موجہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ذاتِ موضوع کے لئے محمول ثابت ہے یا ذاتِ موضوع سے محمول منتفی ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل و لا شیئ من الانسان بمتنفس بالفعل کل متعلم یحفظ الدرس و بعض المتعلم لم یقرأ هدایۃ النحو۔

توضیح

مطلقہ عامہ کی مثال میں محمول جب فعل لایا جائے تو اس میں بالفعل کے ذکر کی

ضرورت نہیں ہے کیونکہ افعال میں احد الازمنۃ الثلاثہ کا مفہوم خود موجود ہے لیکن محمول جب اسم لایا جائے تو فعل کا ذکر ضروری ہے، یہاں بالفعل کا مطلب یہ ہے کہ محمول کا ثبوت یا سلب فی احد الازمنۃ الثلاثہ متحقق ہے۔

ممکنہ عامہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ محمول کی نسبت کا جانب مخالف ذات موضوع کے لئے ضروری نہیں ہے جیسے کل انسان حیوان بالامکان العام۔ اس قضیہ میں یہ حکم کیا گیا ہے کہ انسان کے کسی فرد کے لئے حیوان ہونا ضروری نہیں۔

اور جیسے لاشیئ من الانسان بکاتب بالامکان العام۔ اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ انسان کے کسی فرد کے لئے کاتب ہونا ضروری نہیں۔

موجہاتِ مرکبہ کا بیان

یہ تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ موجہہ مرکبہ کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہوتی ہے مگر دوسرا جزء مجملاً مذکور ہوتا ہے یعنی مرکبہ میں شرط ہے کہ دوسرا جزء مستقلاً مذکور نہ ہو اس لئے کہ اگر دونوں جزء مستقلاً ذکر کئے جائیں تو اس کو مرکبہ نہ کہیں گے بلکہ دونوں قضیے الگ الگ دو بسیطہ قرار پائیں گے۔ پھر اگر مرکبہ کا پہلا جزء موجبہ ہو تو پورے قضیہ کو موجبہ کہیں گے اور اگر پہلا جزء سالبہ ہو تو پورا قضیہ سالبہ قرار پائے گا۔

؎ فعل کی بناوٹ اور ساخت ہی جہت کا کام دیتی ہے اس لئے دوبارہ جہت کے ذکر کی ضرورت نہیں ۱۲

قضیہ موجہہ مرکبہ کی سات قسمیں ہیں:-

(۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ (۳) وجودیہ لاضروریہ
(۴) وجودیہ لادائمہ (۵) وقتیہ (۶) منتشرہ
(۷) ممکنہ خاصہ

واضح ہو کہ ممکنہ خاصہ کے سوا باقی قضایائے مرکبہ لادائماً یا لا بالضرورۃ سے مقید رہیں گے اور لادائماً سے مطلقہ عامہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوگا۔ پھر اگر مرکبہ کا جزء اول موجبہ ہو تو لادائماً سے مطلقہ عامہ سالبہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ سالبہ کی جانب اشارہ ہوگا اور اگر مرکبہ کا جزء اول سالبہ ہو تو لادائماً سے مطلقہ عامہ موجبہ کی طرف اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ موجبہ کی طرف اشارہ ہوگا۔

اور اگر مرکبہ کا جزء اول کلیہ ہو تو لادائماً سے مطلقہ عامہ کلیہ اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ کلیہ مراد ہوگا اور اگر جزء اول جزئیہ ہو تو لادائماً سے مطلقہ عامہ جزئیہ اور لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ جزئیہ مراد ہوگا۔

ذیل میں مرکبات کی تعریفیں اور مثالیں تحریر کی جاتی ہیں:-

مشروطہ خاصہ: اس مشروطہ عامہ کو کہتے ہیں جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً لادائماً۔ اس قضیہ کا پہلا جزء مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ ہے اور دوسرا جزء جس کی طرف لادائماً اشارہ کرتا ہے وہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے یعنی لاشیئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل۔
اس مرکبہ کے جزء اول میں ضرورت وصفی کا حکم ہے یعنی کاتب کے تمام افراد مثلاً زید، بکر، خالد وغیرہ کے لئے تحرک اصابع کی نسبت ثبوتی ان کے

کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے۔ اور جزء ثانی میں لادوام ذاتی کا حکم ہے یعنی کاتب کے تمام افراد مثلاً زید، بکر وغیرہ سے فی احد الازمنۃ الثلاثۃ تحرک اصابع کی نسبت مسلوب مانی گئی ہے۔

سوال: ضرورتِ ذاتی اور ضرورتِ وصفی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جب نسبتِ ایجابی یا سلبی کو ذاتِ موضوع کے لئے بلا شرط ضروری مانا جائے تو ایسی ضرورت کو ضرورتِ ذاتی کہتے ہیں جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ میں انسان کے افراد زید، بکر وغیرہ کے لئے حیوانیت کی نسبت ایجابی بغیر کسی شرط کے ضروری مانی گئی ہے۔

اور مثلاً لا شیئ من الانسان بحجر بالضرورۃ میں زید، بکر وغیرہ کے لئے حجریت کی نسبت سلبی بلا شرط ضروری تسلیم کی گئی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں مثالوں میں ضرورتِ ذاتی کا حکم ہے۔

اور جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذاتِ موضوع کے لئے بشرط وصفِ عنوانی ضروری مانا جائے تو اس ضرورت کو ضرورتِ وصفی کہیں گے جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا میں افراد کاتب یعنی زید و بکر وغیرہ کے لئے تحرک اصابع کی نسبت ایجابی ان کے کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے، یونہی بالضرورۃ لا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا میں زید و بکر وغیرہ کے لئے سکونِ اصابع کی نسبتِ سلبی ان کے کاتب ہونے کی شرط پر ضروری مانی گئی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ان پچھلی دو مثالوں میں ضرورتِ وصفی کا حکم ہے۔

سوال: دوامِ ذاتی اور دوامِ وصفی کا کیا معنی ہے؟

جواب: جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذاتِ موضوع کے لئے اس کے کسی وصف

کی شرط کے بغیر دوامی طور پر مانا جائے تو اس دوام کو دوامِ ذاتی کہیں گے جیسے کل ارض ساکنۃ بالدوام اور لا شیئ من الارض بمتحرک بالدوام میں دوامِ ذاتی کا حکم ہے۔

اور جب نسبت ایجابی یا سلبی کو ذاتِ موضوع کے لئے بشرطِ وصفِ عنوانی دوامی طور پر مانا جائے تو اس دوام کو دوامِ وصفی کہیں گے مثلاً بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا اور بالدوام لا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا میں دوامِ وصفی کا حکم ہے۔

سوال: لادوام ذاتی کا کیا معنی ہے؟

جواب: لادوام ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موجہہ مرکبہ کے جزء اول میں جس نسبت ایجابی یا سلبی کا حکم کیا گیا ہے وہ ذاتِ موضوع کے لئے دوامی نہیں ہے مثلاً بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما کے جزء اول میں افراد کاتب یعنی زید، بکر وغیرہ کے لئے بشرط وصف کتابت تحرکِ اصابع کی نسبت ایجابی کو ضروری مانا گیا ہے پھر لا دائما لاکر یہ حکم کیا گیا کہ تحرکِ اصابع کی نسبت ایجابی ذات موضوع کے لئے دوامی نہیں اور جب تحرکِ اصابع کی نسبت سلبی بالفعل یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور متحقق ہے، اسی لئے یہاں لا دائما سے قضیہ مطلقہ عامہ سالبہ یعنی لا شیئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل پیدا ہوگا۔ اور جیسے بالضرورۃ لا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما کے جزء اول میں افراد کاتب یعنی زید، بکر وغیرہ کے لئے بشرط وصف کتابت سکونِ اصابع کی نسبتِ سلبی کو ضروری مانا گیا ہے پھر لا دائما لاکر یہ حکم

کیا گیا کہ سکونِ اصابع کی نسبت سلبی ذات موضوع کے لئے دوامی نہیں ہے اور جب سکونِ اصابع کی نسبت سلبی ذات موضوع کے لئے دوامی نہیں تو سکون اصابع کی نسبت ایجابی بالفعل یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور متحقق ہے لہٰذا یہاں لادائما سے قضیہ مطلقہ عامہ موجبہ یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل پیدا ہوگا۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ ضرورت وصفی اور لادوام ذاتی کے درمیان کوئی تنافی اور تصادم نہیں ہے۔

عرفیہ خاصہ : وہ عرفیہ عامہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع ما دام کاتبا لادائما (یہاں لادائماً سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے لاشیئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل) اور جیسے بالدوام لاشیئ من الکاتب بساکن الاصابع ما دام کاتبا لادائما (یہاں لادائماً سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہے کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل)

عرفیہ خاصہ کے جزء اول میں دوام وصفی کا حکم ہوتا ہے اور جزء ثانی میں لادوام ذاتی کا جیسا کہ عرفیہ خاصہ کی مذکورہ بالا دونوں مثالوں سے واضح ہوا، پھر جس طرح ضرورت وصفی اور لادوام ذاتی میں کوئی تنافی نہیں ہوتی یونہی دوام وصفی اور لادوام ذاتی میں کوئی بھی تنافی نہیں ہے۔

وجودیہ لاضروریہ : وہ مطلقہ عامہ جو لاضرورت ذاتی سے مقید ہو جیسے کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ (یہاں لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لاشیئ من الانسان بمتنفس بالامکان

العام کی طرف اشارہ ہے) اور جیسے لاشیئ من الحیوان بمتنفس بالفعل لا بالضرورۃ (یہاں لا بالضرورۃ سے ممکنہ عامہ موجبہ یعنی کل حیوان متنفس بالامکان العام کی طرف اشارہ ہے)

سوال : لاضرورۃ ذاتی کا کیا معنی ہے؟

جواب : لاضرورۃ ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موجہ مرکبہ کے جزء اول میں جس نسبت ایجابی یا سلبی کا حکم کیا گیا وہ ذاتِ موضوع کے لئے ضروری نہیں ہے مثلاً کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ کے جزء اول میں افرادِ انسان کے لئے فعلیت کے طور پر تنفس کی نسبتِ ایجابی کا حکم کیا گیا ہے پھر لا بالضرورۃ کے ذریعہ یہ حکم کیا گیا کہ افرادِ انسان کے لئے تنفس کی نسبت ایجابی ضروری نہیں اور جب تنفس کی نسبتِ ایجابی ضروری نہیں تو افرادِ انسان کے لئے تنفس کی نسبت سلبی ضرور ممکن رہے گی اسی لئے یہاں لا بالضرورۃ سے قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لاشیئ من الانسان بمتنفس بالامکان العام پیدا ہوگا۔

وجودیہ لادائمہ : وہ مطلقہ عامہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے کل انسان متنفس بالفعل لادائما اور لاشیئ من الحیوان بمتنفس بالفعل لادائما۔

وقتیہ : وہ وقتیہ مطلقہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے بالضرورۃ کل مصلی طاھر وقت اداء الصلوٰۃ لادائما و لاشیئ من المصلی بطاھر وقت الجنابۃ بالضرورۃ لادائما۔

منتشرہ : وہ منتشرہ مطلقہ جو لادوام ذاتی سے مقید ہو جیسے بالضرورۃ کل انسان جائع وقتاً ما لادائما و بالضرورۃ لاشیئ من

الانسان بجائع وقتاما لا دائما۔

ممکنہ خاصہ : وہ قضیہ موجبہ مرکبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ ذاتِ موضوع کے لئے محمول کی نسبتِ ایجابی اور نسبتِ سلبی کوئی بھی ضروری نہیں مثلاً کل انسان ضاحك بالامکان الخاص، ولا شیئ من الانسان بضاحك بالامکان الخاص۔

سوال : مرکبہ کی تعریف سے واضح ہے کہ ہر مرکبہ میں دو بسیطہ کا مفہوم ہوگا تو اس قانون کی رُو سے کل انسان ضاحك بالامکان الخاص میں دو قضیہ بسیطہ کا مفہوم پیش کیجئے۔

جواب : کل انسان ضاحك بالامکان الخاص، یہ قضیہ ممکنہ ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ افرادِ انسان کے لئے ضحک کی نسبتِ سلبی اور نسبتِ ایجابی کوئی بھی ضروری نہیں، پھر جب نسبتِ سلبی ضروری نہیں تو نسبتِ ایجابی ضرور ممکن ہوگی لہٰذا اس صورت میں قضیہ ممکنہ عامہ موجبہ یعنی کل انسان ضاحك بالامکان العام کا مفہوم پیدا ہوگا اور یونہی جب نسبتِ ایجابی ضروری نہیں تو نسبتِ سلبی ضرور ممکن ہوگی لہٰذا اس بنیاد پر قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ یعنی لا شیئ من الانسان بضاحك بالامکان العام کا مفہوم پیدا ہوگا بس واضح ہوگیا کہ ایک قضیہ ممکنہ خاصہ ہمیشہ ممکنہ عامہ موجبہ اور ممکنہ عامہ سالبہ کے مفہوم کو شامل رہا کرتا ہے۔

سوالاتِ مشقیہ

مندرجہ ذیل قضایا میں موجہ کی قسمیں متعین کرو :۔

- ہر بندہ خدائے تعالے کا ضرور محتاج ہے۔
- کوئی مومن جب تک کہ صاحبِ ایمان ہے ہرگز کافر نہیں۔
- ہر نبی ضرور معصوم ہے۔
- کوئی خطیب جب تک کہ وہ تقریر کر رہا ہے ہرگز اس کی زبان بند نہیں۔
- کوئی نمازی جب تک کہ نماز پڑھ رہا ہے ہرگز اس کو خورد و نوش جائز نہیں۔

۲۔ قضایائے ذیل میں لادائما اور لا بالضرورۃ سے مرکب قضیہ تیار کرو :۔

- کل انسان ضاحك بالفعل لادائما۔
- لاشیئ من الفرس بمتنفس بالفعل لا بالضرورۃ۔
- بالدوام لاشیئ من المصلی بمحدث مادام مصلیا لادائما۔

۳۔ کل حیوان حساسٌ میں مادۂ ضرورۃ اور مادۂ دوام دونوں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ ان اللہ تعالیٰ جل شانہ بکل شیئ علیم اس قضیہ قدسیہ میں کونسا مادہ پایا جاتا ہے؟

مسئلۂ امکانِ کذبِ الٰہی کا بُطلان

واضح ہو کہ تمام علمائے حق کا یہ عقیدۂ قطعیہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صادق بالوجوب، جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے صفتِ صدق کا ثبوت واجب اور ضروری ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی ذاتِ مقدس سے صفتِ صدق کا الگ ہونا محال[عہ] اور ممتنع ہے اور جب اللہ تعالےٰ کے لئے صدق کا ثبوت ضروری ہے تو اس کے حق میں یہ قضیہ اَللّٰہُ کَاذِبٌ بِالْاِمْکَانِ کسی طرح، کسی صورت سے، کسی حالت میں درست اور صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قضیۂ مذکورہ میں امکان سے مراد اگر امکانِ عام ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ "اللہ تعالےٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں" اور اگر امکان سے مراد امکانِ خاص ہے تو اس وقت قضیۂ مذکورہ کا معنی یہ ہوگا کہ "اللہ تعالےٰ کا کاذب ہونا اور صادق ہونا کچھ بھی ضروری نہیں۔

الحاصل قضیۂ مذکورہ بالا کا معنی دونوں صورتوں میں یہی نکلا کہ "اللہ تعالےٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں" اور چونکہ یہ معنی باطل اور فاسد ہے اس لئے قضیۂ مذکورہ یعنی اللّٰہ کاذب بالامکان بھی باطل و عاطل، فاسد و کاسد ہے۔

جاننا چاہئے کہ دیوبندی حضرات کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ صٓ پر اللہ رب العزۃ کے حق میں مسئلہ امکان کذب کو تسلیم کیا ہے یعنی بالفاظِ دیگر انہوں نے اَللّٰہُ کَاذِبٌ بِالْاِمْکَانِ کو حق و صحیح

عہ محال سے مراد محال بالذات ہے لان الصدق مقتضی ذاتہ تعالٰی وما ھو مقتضی ذاتہ تعالٰی یستنع انفکاکہ عنہ تعالٰی امتناعاً ذاتیاً فثبت ان انفکاک الصدق عنہ تعالٰی محال بالذات ۱۲

بتایا ہے لیکن چونکہ امکانِ کذبِ الٰہی کا مسئلہ باطل ہے جیساکہ اس کے بطلان پر اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی صادق بالوجوب دلیلِ قاطع و برہانِ ساطع ہے اس لئے ہم نے قضیہ ممکنہ عامہ و ممکنہ خاصہ کی منطقی بحث پیش کر دینے کے بعد مناسب سمجھا کہ طلبہ کو امکانِ کذبِ الٰہی کے بطلان پر متنبہ کر دیا جائے۔

عزیز بچّو! درمیانِ درس میں بظاہر تمہیں یہ گفتگو اجنبی سی محسوس ہوئی ہوگی لیکن حقیقت کی نگاہ میں یہ گفتگو بے موقع نہیں ہے کیونکہ جب اس زمانہ میں امکانِ کذبِ الٰہی کے قائل پیدا ہو چکے ہیں اور تم نے موجہات میں قضیہ ضروریہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، ممکنہ خاصہ کی بحث ابھی تازہ پڑھی ہے تو ضرورت تھی کہ ان قضایا کی روشنی میں مسئلۂ[عہ] امکانِ کذب کا فساد ظاہر کر دیا جائے۔

عہ مسئلۂ امکانِ کذب کے بطلان کے متعلق جسے نقل وعقل کے کاٹنے پر دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ دیکھنے کا شوق ہو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس تصنیف سبحٰن السبوح کا مطالعہ کرے ۱۲

شرطیات کا بیان

قضیہ شرطیہ کے جزء اول کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہتے ہیں مثلاً اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اور ھٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ میں ؛

ان کانت الشمس طالعۃ .... مقدم ہے
فالنہار موجود .... تالی ہے

ھذا العدد اما زوج .... مقدم ہے
او (ھذا العدد) فرد .... تالی ہے

اور شرطیہ میں استعمال کئے جانے والے حرف شرط و جزاء کو اداۃ اتصال اور حرف تردید کو اداۃ انفصال کہتے ہیں مثلاً مذکورہ بالا مثالوں میں اِنْ اور فاء اداۃ اتصال اور اِمَّا نیز اَوْ اداۃ انفصال ہے۔

عزیز بچو! اگر تم شرطیہ کی مثالوں میں غور کرو گے تو تم پر واضح ہو جائیگا کہ ہر قضیہ شرطیہ میں دو نسبتیں پائی جاتی ہے، ایک نسبت مقدم میں اور دوسری نسبت تالی میں جیسا کہ ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود میں آفتاب کی طرف طلوع کی نسبت اور نہار کی طرف وجود کی نسبت، اور لیس ان کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود میں آفتاب

ع قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے درمیان جو اتصالی یا انفصالی نسبت تامہ خبریہ ہوتی ہے وہ ان دو نسبتوں کے علاوہ ہے اور اسی کا اذعان تصدیق ہے ۱۲

کی طرف طلوع کی نسبت اور لیل کی طرف وجود کی نسبت۔ اور ھذا العدد اما زوج او فرد میں عدد معین کی طرف زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت، اور لیس اما ان یکون زید سنیا او مومنا میں زید کی طرف سنی کی نسبت اور مومن کی نسبت ہے۔

پھر جس شرطیہ میں مقدم کی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر تالی کی نسبت کو ثابت مانا جائے یا تالی کی نسبت کو منتفی مانا جائے تو ایسے شرطیہ کو متصلہ کہتے ہیں مثلاً ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود اور لیس ان کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود شرطیہ متصلہ ہے کیونکہ پہلی مثال میں آفتاب کے لئے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کرنے پر نہار کے لئے وجود کی نسبت ثابت مانی گئی ہے،

اور دوسری مثال میں آفتاب کے لئے طلوع کی نسبت کا ثبوت فرض کرنے پر لیل سے وجود کی نسبت منتفی مانی گئی ہے۔

اور جس شرطیہ میں مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت کے درمیان تنافی مانی جائے یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے تو ایسے شرطیہ کو منفصلہ کہتے ہیں جیسے ھذا العدد اما زوج او فرد   لیس اما ان یکون زید سنیا او مومنا شرطیہ منفصلہ ہے اس لئے کہ پہلی مثال میں زوج کی نسبت اور فرد کی نسبت کے درمیان تنافی مانی گئی ہے اور دوسری مثال میں سنی کی نسبت اور مومن کی نسبت کے درمیان عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہے۔ آپ ذیل میں شرطیہ کی قسمیں اور ان کی تعریفیں تحریر کی جاتی ہیں؛

شرطیہ کی دو قسم ہے :-

۱۔ متصلہ   ۲۔ منفصلہ

متصلہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال مانا گیا ہو،
و بعبارۃ اخریٰ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم کی نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر تالی کی نسبت کو ثابت یا منتفی مانا گیا ہو۔

منفصلہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصال مانا گیا ہو،
و بعبارۃ اخریٰ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہو۔

پھر ایجاب وسلب کے اعتبار سے متصلہ کی دو قسم ہے اور یونہی منفصلہ کی بھی دو قسم ہے :

متصلہ موجبہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصالِ ایجابی مانا گیا ہو جیسے ان لم تکن الشمس طالعۃ فاللیل موجود، اور جیسے ان لم تکن الشمس طالعۃ لم یکن النہار موجوداً۔

پہلی مثال میں طلوع کی نسبت سلبی کا ثبوت فرض کرنے پر لیل کے لئے وجود کی نسبت ثبوتی کو ثابت مانا گیا ہے اور یونہی دوسری مثال میں طلوع کی نسبت سلبی کا ثبوت فرض کرنے پر نہار کے لئے وجود کی نسبتِ سلبی کو ثابت مانا گیا ہے۔

سوال : متصلہ موجبہ کی پہلی مثال میں مقدم کے اندر سلبی نسبت ہے اور دوسری مثال میں مقدم اور تالی دونوں میں سلبی نسبت ہے تو پھر ایسی صورت میں یہ دونوں شرطیہ، متصلہ موجبہ کس طرح قرار پائیں گے ؟

جواب : کسی شرطیہ کے موجبہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی یا انفصال ایجابی کا حکم کیا گیا ہو خواہ مقدم اور تالی

دونوں میں ثبوتی نسبت ہو یا دونوں میں سلبی نسبت ہو یا مقدم میں ثبوتی نسبت اور تالی میں سلبی نسبت ہو یا مقدم میں سلبی نسبت اور تالی میں ثبوتی نسبت ہو،
اور اسی طرح شرطیہ کے سالبہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی یا انفصال سلبی کا حکم کیا گیا ہو خود مقدم اور تالی میں جیسی بھی نسبت ہو، تو چونکہ مذکورہ بالا دونوں مثالوں میں مقدم اور تالی کے درمیان اتصالِ ایجابی کا حکم کیا گیا ہے اس لئے وہ دونوں مثالیں متصلہ موجبہ ہی کی قرار پائیں گی۔

متصلہ سالبہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی مانا گیا ہو جیسے لیس ان کانت الشمس طالعۃ لم یکن النہار موجوداً، اور جیسے " ایسا نہیں کہ اگر وضو کرنا فرض ہو تو تیمم جائز ہے "

منفصلہ موجبہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصال ایجابی مانا گیا ہو،
وبعبارۃ اخریٰ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی مانی گئی ہو، مثلاً ھٰذا الحیوان اما انسان او فرس، اور جیسے " یہ انسان یا تو مرد ہے یا عورت "

منفصلہ سالبہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان انفصالِ سلبی مانا گیا ہو،
وبعبارۃ اخریٰ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کا حکم کیا گیا ہو جیسے لیس اما ان یکون زید کاتبا او ناطقا، اور جیسے " ایسا نہیں کہ ابوجہل یا تو کافر ہے یا مشرک "

سوال : قضیہ منفصلہ کو شرطیہ کی ایک قسم بتایا گیا ہے حالانکہ اس کی مثالیں شرطیہ کے انداز پر نہیں ہیں چنانچہ "یہ عدد یا جفت ہے یا طاق" قضیہ منفصلہ ہے لیکن اس میں شرطیہ وجزا کے حرف نہیں ہیں تو پھر منفصلہ کو شرطیہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے۔

جواب : بے شک قضیہ منفصلہ عام محاورہ میں شرطیہ نہیں ہے لیکن چونکہ ہر منفصلہ کے لئے شرطیہ لازم ہے اس لئے ارباب منطق نے اس کو شرطیہ میں شمار کیا ہے چنانچہ بعض منفصلہ کے لئے چار شرطیہ لازم ہے مثلاً ھٰذا العدد اما زوج او فرد کے لئے چار شرطیہ لازم ہے دیکھو:

(۱) یہ عدد اگر جفت ہے تو طاق نہیں،
(۲) یہ عدد اگر طاق ہے تو جفت نہیں،
(۳) یہ عدد اگر جفت نہیں تو طاق ہے،
(۴) یہ عدد اگر طاق نہیں تو جفت ہے،

اور بعض منفصلہ کے لئے دو شرطیہ لازم ہے مثلاً "یہ حیوان یا تو انسان ہے یا فرس" کے لئے دو شرطیہ لازم ہے، سنو:-

(۱) یہ حیوان اگر انسان ہے تو فرس نہیں،
(۲) یہ حیوان اگر فرس ہے تو انسان نہیں،

پھر متصلہ کی دو قسم ہے:-

۱: لزومیّہ ۲: اتفاقیّہ

پھر ایجاب وسلب کے اعتبار سے ہر ایک کی دو قسم ہے:

۱: موجبہ ۲: سالبہ

لزومیہ موجبہ : وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان

اتصال ایجابی کو لازم مانا گیا ہو، یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم سے تالی الگ نہیں رہ سکتی جیسے "اگر آفتاب نکلا ہے تو دن موجود ہے، زید اگر بچہ کا باپ ہے تو بچہ زید کا بیٹا ہے، جب رمضان شریف کا مہینہ آئے گا تو روزہ رکھنا فرض رہے گا"

لزومیہ سالبہ : وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی کو لازم مانا گیا ہو، یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم سے تالی ضرور علیحدہ ہے مثلاً ایسا نہیں کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو رات موجود ہے، ایسا نہیں کہ مسلم بچہ جب عاقل و بالغ ہو جائے تو نماز اس سے معاف رہے۔

اتفاقیہ موجبہ : وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ایجابی کا حکم ہو مگر لزومی طور پر نہیں جیسے انسان اگر ناطق ہے تو فرس صاہل ہے، جب آپ مجھ پر سختی کریں گے تب میں پڑھوں گا، اگر زید مجھے گالی دے گا تو میں اس کو ماروں گا۔

اتفاقیہ سالبہ : وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال سلبی کا حکم ہو مگر لزومی طور پر نہیں جیسے: ایسا نہیں کہ انسان اگر ناطق ہے تو حمار ناہق ہے، ایسا نہیں کہ اگر زید مجھے گالی دے تو میں اس کو قتل کر دوں۔

حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کی شناخت کا جدید طریقہ

واضح ہو کہ ایسا جملہ خبریہ جس کے مبتدا کے لئے بواسطہ حرفِ تردید دو خبریں مذکور ہوں، اسے منطقیوں کے نزدیک منفصلہ کہا جاتا ہے مثلاً ھٰذا العدد اما زوج او فرد منطقیوں کی اصطلاح میں شرطیہ منفصلہ ہے اور نحویوں کے محاورہ میں ایسا جملہ خبریہ ہے جس کے مبتدا کے لئے حرفِ تردید کے واسطہ سے دو خبریں مذکور ہیں۔ جملۂ مذکورہ کی ترکیب نحوی یوں کی جائے گی ھٰذا العدد مبتدا، اما حرفِ تردید، زوج معطوف علیہ، او حرفِ عطف، فرد معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

پھر اگر کسی جملہ میں ایسی دو خبریں مذکور ہوں جو اپنے مبتدا پر نہ ایک ساتھ صادق آسکیں، نہ اپنے مبتدا سے ایک ساتھ برطرف ہو سکیں تو اس جملہ کو منطق کی زبان میں منفصلہ حقیقیہ کہا جائے گا مثلاً ھٰذا الفعل اما معروف او مجھول منفصلہ حقیقیہ ہے کیونکہ کسی فعل معین پر معروف اور مجہول دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے اور یونہی کسی فعل معین سے دونوں ایک ساتھ برطرف بھی نہیں ہو سکتے۔

اور اگر کسی جملہ میں ایسی دو خبریں ہوں جو اپنے مبتدا پر ایک ساتھ صادق نہ آسکیں لیکن اپنے مبتدا سے ایک ساتھ برطرف ہو سکتی ہوں تو ایسے جملہ کو منفصلہ مانعۃ الجمع کہا جائے گا مثلاً ھٰذا الحیوان اما انسان او فرس منفصلہ مانعۃ الجمع ہے کیونکہ کسی حیوانِ معین پر انسان اور فرس دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے لیکن ایک ساتھ دونوں برطرف ہو سکتے ہیں، مثلاً کوئی حیوانِ معین جب

حمار ہو تو اس سے انسان اور فرس دونوں ایک ساتھ برطرف رہیں گے اور جیسے "یہ سُنّی یا تو حنفی ہے یا شافعی" بھی منفصلہ مانعۃ الجمع ہے کیونکہ کسی معین سُنّی پر حنفی اور شافعی دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے لیکن معین سنّی سے حنفی اور شافعی دونوں ایک ساتھ برطرف ہو سکتے ہیں، مثلاً جب کوئی معین سنّی مالکی مذہب والا ہو تو اس سے حنفی اور شافعی دونوں کی نسبت برطرف رہے گی۔

اور جب کسی جملہ میں ایسی دو خبریں ہوں جو اپنے مبتدا سے ایک ساتھ برطرف نہ ہو سکیں لیکن اپنے مبتدا پر ایک ساتھ صادق آسکیں تو ایسے جملہ کو منفصلہ مانعۃ الخلو کہیں گے مثلاً "یہ جسم یا تو حساس ہے یا جوہر" منفصلہ مانعۃ الخلو ہے کیونکہ کسی جسم معین سے حساس اور جوہر دونوں ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتے لیکن کسی جسم معین پر دونوں ایک ساتھ صادق آسکتے ہیں، مثلاً کوئی جسم معین جب حیوان ہو تو اس پر حساس اور جوہر دونوں ایک ساتھ صادق آئیں گے۔

عزیز بچو! اگر تم ہمارے بتائے ہوئے طریقہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں حقیقیہ موجبہ، مانعۃ الجمع موجبہ، مانعۃ الخلو موجبہ کے پہچان لینے میں بہت آسانی رہے گی۔ اب ہم منطقیوں کے الفاظ میں منفصلہ کے اقسام کی تعریف پیش کرتے ہیں۔

قضیہ منفصلہ کی تین قسم ہے:-

(۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

اور پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسم ہے:

(۱) موجبہ (۲) سالبہ

حقیقیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کی دو نسبتوں کے درمیان تنافی فی الصدق والکذب کا حکم کیا گیا ہو،

ولعبارۃ اخریٰ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صدقاً اور کذباً دونوں طرح تنافی مانی گئی ہو جیسے :

۱: ھٰذا العدد اما زوج او فرد — منطقی مثال

۲: ھٰذا الاسم اما معرب او مبنی — نحوی مثال

۳: ھٰذا الفعل اما مثبت او منفی — صرفی مثال

۴: ھٰذا الخبر اما صادق او کاذب — عرفی مثال

حقیقیہ سالبہ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صدقاً اور کذباً دونوں طرح عدمِ تنافی کا حکم کیا گیا ہو، یعنی جس منفصلہ سالبہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت دونوں ایک ساتھ صادق آسکتی ہے اور یونہی دونوں ایک ساتھ برطرف ہو سکتی ہے، وہ حقیقیہ سالبہ ہے جیسے لیس اما ان یکون ھٰذا الحیوان ناطقاً او انساناً، لیس اما ان یکون ھٰذا العدد زوجاً او منقسماً بمتساویین، ایسا نہیں کہ یہ شخص یا تو کافر ہے یا مشرک۔

مانعۃ الجمع موجبہ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف صدقاً تنافی مانی گئی ہو، یعنی جس منفصلہ موجبہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتی ہاں ایک ساتھ برطرف ہو سکتی ہے وہ مانعۃ الجمع موجبہ ہے جیسے :

۱: یہ چیز یا تو شجر ہے یا حجر — منطقی مثال

۲: یہ کلمہ یا تو اسم ہے یا فعل — نحوی مثال

۳: یہ کاغذ یا تو سبز ہے یا سرخ — عرفی مثال

۴: یہ فعل یا تو معتل ہے یا صحیح — صرفی مثال

مانعۃ الجمع سالبہ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف صدقاً عدمِ تنافی کا حکم کیا گیا ہو، یعنی یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی دونوں کی نسبتوں کے صرف ایک ساتھ صادق آنے میں تنافی نہیں ہے لیکن برطرف ہونے میں تنافی ہے جیسے لیس اما ان یکون ھٰذا الانسان ناطقاً او جوھراً، ایسا نہیں کہ یہ حیوان یا تو حساس ہوگا یا جوہر۔

مانعۃ الخلو موجبہ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف کذباً تنافی مانی گئی ہو، یعنی جس منفصلہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم کی نسبت اور تالی کی نسبت دونوں ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتی، ہاں دونوں ایک ساتھ صادق آسکتی ہے وہ مانعۃ الخلو موجبہ ہے جیسے :

۱: یہ جسم یا تو ناطق ہے یا جوہر، — منطقی مثال

۲: یہ فاعل یا تو معرب ہے یا مرفوع، — نحوی مثال

۳: زید یا تو پانی میں ہے یا نہیں ڈوبے گا، — منطقی مثال

توضیح

مثال نمبر ۳ میں یہ مانا گیا ہے کہ پانی میں ہونے اور نہ ڈوبنے کی نسبت زید سے ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتی کیونکہ ان دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ برطرف ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ زید پانی میں نہیں ہے اور ڈوب رہا ہے، لیکن یہ دونوں نسبت ایک ساتھ صادق آسکتی ہے مثلاً زید جب تیر رہا ہو تو اس صورت میں اس پر پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا ایک ساتھ صادق آئے گا۔

مانعۃ الخلو سالبہ : وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدمِ تنافی کا حکم صرف کذباً ہو، یعنی جس منفصلہ سالبہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی دونوں کی نسبتوں کے صرف برطرف ہونے میں تنافی نہیں لیکن

صادق آنے میں تنافی ہے وہ مانعۃ الخلو سالبہ ہے جیسے لیس اما ان یکون ھذا الشیئ شجرا او حجرا ، ایسا نہیں کہ یہ کاغذ یا تو سفید ہے یا کالا ، ایسا نہیں کہ آپ یا تو میری محبت کریں یا مجھ سے نفرت کریں۔

فائدہ

اگر تم مانعۃ الجمع موجبہ کی عربی مثال میں "لیس" اور اردو مثال میں "ایسا نہیں" داخل کر دو تو وہ مانعۃ الخلو سالبہ بن جائے گا مثلاً ھذا الجسم اما انسان او فرس مانعۃ الجمع موجبہ ہے، جب اس قضیہ پر لیس داخل کر کے یوں کہو کہ لیس ھذا الجسم اما انسانا او فرسا تو یہ قضیہ مانعۃ الخلو سالبہ بن جائے گا۔

اور یونہی اگر مانعۃ الخلو موجبہ کی عربی مثال میں لیس اور اردو مثال میں "ایسا نہیں" داخل کر دو تو وہ مانعۃ الجمع سالبہ بن جائے گا جیسے ھذا الجسم اما ناطق او جوھر قضیہ مانعۃ الخلو موجبہ ہے، اگر اس پر لیس داخل کر کے یوں کہو لیس ھذا الجسم اما ناطقا او جوھرا تو قضیہ مانعۃ الجمع سالبہ بن جائے گا۔

واضح ہو کہ جس طرح متصلہ کی دو قسم لزومیہ اور اتفاقیہ ہے یونہی منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو، اس کی بھی دو قسم ہے:

(۱) عنادیہ (۲) اتفاقیہ

عنادیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تنافی کو لازم مانا گیا ہو جیسے ھذا العدد اما زوج او فرد، اس مثال میں مقدم اور تالی کے درمیان تنافی کو لازم مانا گیا ہے۔

عنادیہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کو لازم مانا گیا ہو جیسے لیس اما ان یکون ھذا الحیوان ناطقا او انسانا۔ اس مثال میں مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کو لازم مانا گیا ہے۔

الانتباہ

اوراق گذشتہ میں حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کے موجبات کی مثالیں عنادیہ حقیقیہ، عنادیہ مانعۃ الجمع، عنادیہ مانعۃ الخلو کے موجبات کی مثالیں ہیں اور یونہی حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو کے سوالب کی مثالیں عنادیہ حقیقیہ، عنادیہ مانعۃ الجمع، عنادیہ مانعۃ الخلو کے سوالب کی مثالیں ہیں۔

اتفاقیہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان محض اتفاقی تنافی کا حکم ہو، یعنی جس منفصلہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی کے درمیان تنافی لازم نہیں ہے وہ اتفاقیہ موجبہ ہے۔

اتفاقیہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی کا حکم محض اتفاقی ہو، یعنی جس منفصلہ میں یہ مانا گیا ہو کہ مقدم اور تالی کے درمیان عدم تنافی لازم نہیں ہے وہ اتفاقیہ سالبہ ہے مثلاً فرض کرو کہ تمہارے شہر میں ایک ایسا شخص ہے جو بیک وقت نجار اور حداد یعنی بڑھئی اور لوہار ہے اگر تم اس مفروض انسان کے بارے میں یوں کہو کہ ھذا الانسان اما نجار او لاحداد (یہ انسان یا تو بڑھئی ہے یا لوہار نہیں) تو قضیہ حقیقیہ اتفاقیہ موجبہ ہوگا کیونکہ اس مفروض انسان پر نجار اور لاحداد ایک ساتھ صادق نہیں آسکتا اور یونہی اس مفروض انسان سے نجار اور لاحداد ایک ساتھ بر طرف بھی نہیں ہو سکتا۔

اور اگر اس مفروض انسان کے بارے میں یوں کہو کہ ھٰذا الانسان اما لانجار او لاحداد (یہ انسان یا تو بڑھئی نہیں یا لوہار نہیں) تو یہ قضیہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ موجبہ ہوگا اس لئے کہ اس مفروض انسان پر لانجار اور لاحداد ایک ساتھ صادق نہیں آسکتا لیکن اس سے لانجار اور لاحداد ایک ساتھ برطرف ہو سکتا ہے۔

اور اگر تم اس مفروض انسان کے بارے میں یوں کہو کہ ھٰذا الانسان اما حداد او نجار (یہ انسان یا تو لوہار ہے یا بڑھئی) تو یہ قضیہ مانعۃ الخلو موجبہ اتفاقیہ ہوگا اس لئے کہ اس مفروض انسان سے حداد اور نجار ایک ساتھ برطرف نہیں ہو سکتا لیکن دونوں ایک ساتھ صادق آسکتا ہے کیونکہ اس انسان کو تم حداد اور نجار فرض کر چکے ہو۔

اور اگر تم کسی انسان کے بارے میں یوں کہو کہ لیس ھٰذا الانسان اما ان یکون حدادا او نجارا تو یہ قضیہ حقیقیہ سالبہ اتفاقیہ ہوگا اس لئے کہ کسی معین انسان پر حداد اور نجار دونوں ایک ساتھ صادق آسکتا ہے جیسا کہ اوپر اس مفروض انسان کے حق میں دونوں ایک ساتھ صادق آرہا ہے اور یونہی کسی انسان معین سے حداد اور نجار دونوں ایک ساتھ برطرف ہو سکتا ہے مثلاً ایک انسان ایسا فرض کر لو جو حدادی اور نجاری کا پیشہ نہیں جانتا تو اس سے حداد اور نجار دونوں کا مفہوم ایک ساتھ برطرف رہے گا۔

پھر اگر تم مانعۃ الجمع اتفاقیہ موجبہ کی مذکور بالا مثال پر لیس داخل کردو تو وہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ سالبہ بن جائے گا اور یونہی اگر مانعۃ الخلو اتفاقیہ موجبہ کی دی ہوئی مثال پر لیس بڑھادو تو وہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ سالبہ بن جائے گا۔

مشقی سوالات

۱۔ مندرجہ ذیل قضایا میں متصلہ اور منفصلہ کی قسمیں متعین کرو:-

(۱) اگر زید اسلام قبول کرے تو اس پر شراب حرام ہو جائے گی۔

(۲) ایسا نہیں کہ بچہ اگر روزہ رکھ لے تو دودھ پینا اس کو جائز رہے۔

(۳) یہ منفصلہ یا تو حقیقیہ ہے یا مانعۃ الجمع۔

(۴) ایسا نہیں کہ یہ انسان یا تو متقی ہے یا مسلمان۔

(۵) میں یا تو نہیں کھاؤں گا یا جاگوں گا۔

۲۔ ایک عورت کو دو بچے پیدا ہوئے، نہ دونوں جیے نہ دونوں مرے۔ اس پہیلی کو حل کرو۔

تناقض کا بیان

تناقض : دو قضیوں کا ایجاب و سلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو اور ہر ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو چاہے۔

نقیض : جن دو قضیوں میں تناقض ہو ان میں ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے لیکن جس قضیہ کا ذکر پہلے ہوگا اس کو اصل و عین اور جس کا ذکر بعد میں ہوگا اس کو نقیض کہیں گے جیسے زیدٌ انسان و زید لیس بانسان میں تناقض ہے، ان میں پہلے قضیہ کو اصل اور دوسرے کو نقیض کہیں گے۔

قضایائے محصورہ میں تناقض کے لئے دو قضیوں کا کلیت اور جزئیت میں مختلف ہونا بھی ضروری ہے یعنی اگر ایک قضیہ کلیہ ہے تو دوسرا جزئیہ ہو جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ط و بَعْضُ النَّفْسِ لَیْسَتْ بِذَآئِقَۃِ الْمَوْتِ میں پہلا قضیہ موجبہ کلیہ اور دوسرا سالبہ جزئیہ ہے۔

واضح ہو کہ دو قضیوں کے درمیان تناقض پائے جانے کے لئے آٹھ وحدتیں شرط ہیں :-

(۱) وحدتِ موضوع (۲) وحدتِ محمول (۳) وحدتِ زمان (۴) وحدتِ مکان

(۵) وحدتِ شرط (۶) وحدتِ اضافت (۷) وحدتِ قوت و فعل (۸) وحدتِ جزء و کل

پھر اگر کوئی دو قضیے ایجاب و سلب میں تو مختلف ہوں لیکن آٹھ وحدتیں نہ پائی جائیں تو ان دونوں کے درمیان تناقض نہ ہوگا جیسے :-

۱۔ کل انسان حیوان — بعض الحجر لیس بحیوان

۲۔ کل انسان جسم — بعض الانسان لیس بفرس

۳۔ کل متعلم حاضر فی المدرسۃ — بعض المتعلم لیس بحاضر فی السوق

۴۔ کل سیارۃ سائرۃ فی النہار — بعض السیارۃ لیست بسائرۃ فی اللیل

۵۔ کل انسان ناج بشرط الایمان — بعض الانسان لیس بناج بشرط الکفر

۶۔ کل مسلم مطیع للہ تعالیٰ — بعض المسلم لیس بمطیع للشیطان

۷۔ کل انسان کاتب بالقوۃ — بعض الانسان لیس بکاتب بالفعل

۸۔ کل انسان ابیض سنہ — بعض الانسان لیس بابیض کلہ

دیکھو آٹھوں وحدتیں نہ پائی جانے کے باعث ان قضیوں کے درمیان تناقض نہیں اگرچہ کم یعنی کلیت و جزئیت اور کیف یعنی ایجاب و سلب میں قضایائے مذکورہ بالا مختلف ہیں۔

قضیہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے۔

قضایائے محصورہ کی نقیض کا نقشہ

اصل	صادق یا کاذب	نقیض	صادق یا کاذب
کُلُّ سُنِّیٍّ مُؤْمِنٌ	صادق	بَعْضُ السُّنِّیِّ لَیْسَ بِمُؤْمِنٍ	کاذب
بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَیْوَانٌ	صادق	لَاشَیْئَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَیْوَانٍ	کاذب
لَاشَیْئَ مِنَ الْفِعْلِ بِمَعْرُوْفٍ	کاذب	بَعْضُ الْفِعْلِ مَعْرُوْفٌ	صادق
بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ	کاذب	کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ	صادق

عکسِ مستوی کا بیان

عکس : کسی قضیہ کے صدق وکیف کو باقی رکھتے ہوئے اس کے جزءِ اول کو جزءِ ثانی کی جگہ اور جزءِ ثانی کو جزءِ اول کی جگہ کر دیں۔

وبعبارۃٍ اُخریٰ : کسی قضیہ کے دونوں طرفوں کی ترتیب بدل دینا بشرطیکہ اصل قضیہ کا صدق وکیف اپنے حال پر باقی رہے جیسے کل انسان حیوانٌ کی ترتیب بدل کر اس کو بعض الحیوان انسان کر دینا، عکس ہے۔ ان دونوں مذکورہ قضیوں میں پہلا قضیہ اصل اور دوسرا معکوس ہے لیکن عام طور پر منطقی حضرات قضیہ معکوسہ کو عکس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

صدق کے باقی رہنے کا معنٰی یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ صادق ہو تو اس کا عکس ضرور صادق ہو یا اگر اصل قضیہ کو صادق مان لیا گیا ہو تو دوسرے قضیہ کو بھی صادق مان لینا پڑے، مثلاً اگر کوئی شخص کل انسانٍ حجرٌ کو صادق مانتا ہے تو اسے اس قضیہ کا عکس بعض الحجر انسان بھی ضرور صادق ماننا پڑے گا۔

کیف کے باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ موجبہ ہے تو اس کا عکس بھی ضرور موجبہ ہو، یونہی اگر اصل قضیہ سالبہ ہے تو اس کا عکس بھی ضرور سالبہ ہو۔

موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے :-

کل انسان حیوان کا عکس بعض الحیوان انسان ہے ، اور کل مفعول منصوب کا عکس بعض المنصوب مفعول ہے۔

موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے :-

بعض الانسان عالم کا عکس بعض العالم انسان ہے ، اور بعض الکاذب لعین کا عکس بعض اللعین کاذب ہے۔

سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے جیسے :-

لاشیئ من المؤمن بکافر کا عکس لاشیئ من الکافر بمؤمن ہے ، اور لاشیئ من الفرس بانسان کا عکس لاشیئ من الانسان بفرس ہے۔

چونکہ سالبہ جزئیہ کا عکس تو آتا ہے جیسے بعض الابیض لیس بحیوان کا عکس بعض الحیوان لیس بابیض ہے، اور کہیں نہیں آتا جیسے بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس بعض الانسان لیس بحیوان نہیں آسکتا اس لئے منطقی حضرات سالبہ جزئیہ کے لئے عکس نہیں مانتے۔

عکسِ نقیض کا بیان

عکسِ نقیض : قضیہ کے صدق وکیف کو باقی رکھتے ہوئے اس کے جزءِ اول کی نقیض کو جزءِ ثانی ، اور جزءِ ثانی کی نقیض کو جزءِ اول قرار دینا جیسے کل مؤمنٍ متدیّنٌ کا عکسِ نقیض کل لا متدینٍ لا مؤمنٌ ہے۔

موجبہ کلیہ کا عکسِ نقیض موجبہ کلیہ آتا ہے جیسے :-

کل انسان حیوان کا عکسِ نقیض کل لاحیوان لاانسان ہے ، اور کل لاناطق لاانسان کا عکسِ نقیض کل انسان ناطق ہے۔

سالبہ کلیہ کا عکسِ نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے :-

لاشیئ من الفرس بانسان کا عکسِ نقیض بعض اللاانسان لیس بلافرسٍ ہے۔

سالبہ جزئیہ کا عکسِ نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے :-

بعض الحیوان لیس بانسان کا عکسِ نقیض بعض اللا نسان لیس بلاحیوان ہے۔ موجبہ جزئیہ کا عکسِ نقیض نہیں آتا۔

واضح ہو کہ قضیہ موجبہ اور شرطیہ کے لئے بھی تناقض اور عکوس آتے ہیں جن کا بیان تم ان شاء اللہ تعالیٰ منطق کی دوسری کتابوں میں پڑھو گے۔

مشقی سوالات

۱- مندرجہ ذیل قضایا کے تناقض قلمبند کرو :-

(۱) کل فاعل مرفوع۔

(۲) لاشیئ من الکاتب بانسان۔

(۳) بعض الفرس ضاحك۔

(۴) کل نوع کلی۔

(۵) بعض الحمار لیس بناهق۔

۲- مندرجہ ذیل قضایا کے عکوس تحریر کرو :-

(۱) کل انسان ماش۔

(۲) بعض المسلم مصلی۔

(۳) لاشیئ من السیارۃ بطیارۃ[ع]۔

(۴) کل جسم قابل للابعاد الثلاثۃ۔

ع ہوائی جہاز " " " " ۱۲

حجّت کا بیان

حجت : وہ معلوم تصدیقی ہے جس سے مجہول تصدیقی حاصل ہو۔ پھر حجت کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل

قیاس : چند قضیوں کا وہ مجموعہ جس کے تسلیم کر لینے سے کوئی دوسرا قول ماننا پڑے، اس دوسرے قول کو نتیجہ کہتے ہیں، جیسے کلُّ سُنّیٍ مؤمنٌ، کلُّ مؤمنٍ ناجٍ[ع] کو تسلیم کرنے سے کلُّ سُنّیٍ ناجٍ تسلیم کرنا پڑے گا اور جیسے فی القرآن المجید زیدٌ میں زیدٌ فاعلٌ و کلُّ فاعلٍ مرفوعٌ فزیدٌ مرفوعٌ۔

ان مثالوں میں کل سنیٍ مومنٌ و کل مؤمنٍ ناجٍ کا مجموعہ قیاس ہے اور اس کا نتیجہ کل سنی ناجٍ ہے، یونہی زید فاعل و کل فاعل مرفوع کا مجموعہ بھی قیاس ہے اور زید مرفوع اس کا نتیجہ ہے۔

پھر قیاس کی دو قسم ہے : (۱) اقترانی (۲) استثنائی

استثنائی : وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا اس کی نقیض بالترتیب مذکور ہو جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود لکن الشمس طالعۃ، یہ قیاس استثنائی ہے جس کا نتیجہ فالنہار موجود ہے اور یہ نتیجہ قیاس مذکور میں بالترتیب موجود ہے اور جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود لکن النہار لیس بموجود، یہ بھی قیاسِ استثنائی ہے جس کا نتیجہ فالشمس لیست بطالعۃ ہے اور قیاس مذکور میں اس نتیجہ کی نقیض الشمس طالعۃ موجود ہے۔

اقترانی : وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا اس کی نقیض بالترتیب مذکور نہ ہو جیسے

ع نجات پانے والا ۱۲

زیدٌ انسانٌ و کل انسانٍ حیوانٌ، یہ قیاس اقترانی ہے جس کا نتیجہ زیدٌ حیوانٌ ہے اور نقیض نتیجہ زید لیس بحیوانٍ ہے، اس قیاس میں ان دونوں میں سے کوئی بھی بالترتیب مذکور نہیں۔

پھر قیاسِ اقترانی کی دو قسم ہے : (۱) شرطی (۲) حملی

شرطی : وہ قیاس ہے جو دو شرطیہ سے یا ایک شرطیہ اور ایک حملیہ سے مرکب ہو جیسے کلما کان زید انسانا کان حیوانا و کلما کان حیوانا کان جسما یہ قیاسِ شرطی ہے جس کا نتیجہ فکلما کان زید انسانا کان جسما ہے، اور جیسے کلما کان زید انسانا کان حیوانا و کل حیوان حساس، یہ بھی قیاسِ شرطی ہے جس کا نتیجہ فکلما کان زید انسانا کان حساسا ہے، ان دونوں مثالوں میں پہلا قیاس دو شرطیہ سے مرکب ہے اور دوسرا قیاس ایک شرطیہ اور ایک حملیہ سے مرکب ہے۔

قیاس استثنائی اور شرطی کے تفصیلی مباحث تم انشاء اللہ تعالے منطق کی دوسری کتابوں مرقات، شرح تہذیب وغیرہ میں پڑھوگے۔

حملی : وہ قیاسِ اقترانی ہے جو دو حملیہ سے مرکب ہو جیسے العالم متغیرٌ و کل متغیرٍ حادثٌ یہ قیاسِ حملی ہے جس کا نتیجہ العالم حادث ہے۔

واضح ہو کہ قیاسِ حملی کے نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس کے محمول کو اکبر کہتے ہیں، جن دو قضیوں سے قیاس بنتا ہے ان میں ہر ایک کو مقدمہ کہا جاتا ہے، جس مقدمہ میں اصغر ہو اسے صغریٰ اور جس مقدمہ میں اکبر ہو اسے کبریٰ کہتے ہیں، اور قیاس میں جس جزء کی تکرار ہوگی اسے حدِّ اوسط کہتے ہیں، مثلاً العالم متغیر و کل متغیر حادث ایک قیاس ہے، اس میں العالم اصغر، حادث اکبر اور متغیرٌ حدِّ اوسط ہے، اس قیاس کا پہلا جز یعنی العالم متغیر مقدمہ صغریٰ، اور دوسرا جز یعنی

کل متغیر حادث مقدمہ کبریٰ ہے۔

حاصل یہ کہ ہر قیاس صغریٰ، کبریٰ سے مرکب ہوتا ہے اور نتیجہ نہ تو صرف صغریٰ سے حاصل ہوگا نہ تنہا کبریٰ سے بلکہ جب صغریٰ کے ساتھ کبریٰ کا اقتران (ملاپ) کریں گے تب نتیجہ حاصل ہوگا، منطق کی زبان میں صغریٰ کبریٰ کے اقتران کو ضرب کہتے ہیں اور ضروب کی سولہ صورتیں ہیں۔

یہ تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں : موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ، اور صغریٰ کبریٰ بھی قضیہ ہے لہٰذا ان دونوں کے محصورہ ہونے کی صورت میں ان کی بھی چار چار قسمیں ہونگی، پھر جب تم صغریٰ موجبہ کلیہ کو لے کر کبریٰ کی چار قسموں موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ سے ملاؤ اور یونہی صغرےٰ موجبہ جزئیہ کو لے کر کبریٰ کی چاروں مذکورہ قسموں سے ملاؤ اور اسی طرح صغرےٰ سالبہ کلیہ کو کبریٰ کی چاروں مذکورہ قسموں سے ملاؤ اور پھر صغریٰ سالبہ جزئیہ کو لیکر کبریٰ کی انہیں چاروں قسموں سے ملاؤ تو کُل سولہ ضربیں ہوں گی۔

قضیہ شخصیہ بھی قیاس میں کبھی استعمال کیا جاتا ہے، یہاں اس کا درجہ محصورہ جزئیہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

اب ہم صغرےٰ کبرےٰ کے اقتران کا نقشہ پیش کرتے ہیں جو سولہ ضربوں پر مشتمل ہے :-

نقشہ ضروب

صغریٰ	کبریٰ
۱۔ موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ
۲۔ موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ
۳۔ موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ
۴۔ موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
۵۔ موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ
۶۔ موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ
۷۔ موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ
۸۔ موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ
۹۔ سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ
۱۰۔ سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ
۱۱۔ سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ
۱۲۔ سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
۱۳۔ سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ
۱۴۔ سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ
۱۵۔ سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ
۱۶۔ سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ

واضح ہو کہ حدِ اوسط کو اصغر و اکبر کے ساتھ ملانے سے جو ہیئت صورت پیدا ہوتی ہے اسے شکل کہتے ہیں اور قیاس حملی کی چار شکلیں ہیں :-

شکلِ اوّل :- اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط، اصغر و اکبر کے درمیان ہو جیسے کل انسان حیوان و کل حیوان حساس : فکل انسان حساس۔

اصغر　اوسط　اوسط　اکبر
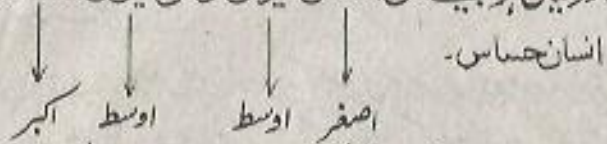
شکلِ دوم : اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط، اصغر و اکبر سے مؤخر ہو جیسے کل انسان حیوان ولاشیٔ من الحجر بحیوان ، فلاشیٔ من الانسان بحجر۔

اصغر　اوسط　اکبر　اوسط
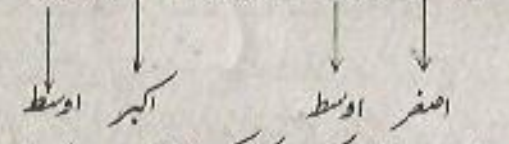
شکلِ سوم : اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط، اصغر و اکبر سے مقدم ہو جیسے کل حیوان حساس وبعض الحیوان انسان ، فبعض الحساس انسان۔
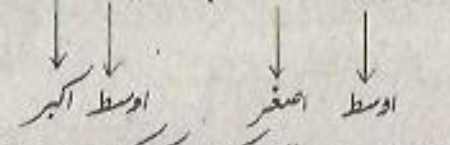
اوسط　اصغر　اوسط　اکبر

شکلِ چہارم : اس قیاس کی صورت کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط، اصغر سے مقدم اور اکبر سے مؤخر ہو جیسے کل حیوان حساس وبعض الجسم حیوان ، فبعض الحساس جسم۔

اوسط　اصغر　اکبر　اوسط
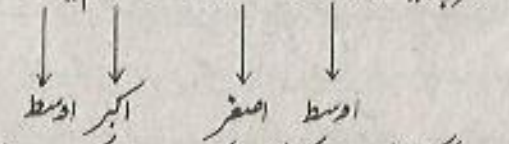
اگر تم اشکالِ اربعہ کو آسانی کے ساتھ ضبط کرنا چاہو تو یوں کہو کہ حدِ اوسط یا تو صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہوگا، تو یہ شکلِ اول ہے یا دونوں مقدموں میں محمول ہوگا، تو یہ شکل دوم ہے، یا دونوں مقدموں میں موضوع ہوگا تو یہ شکلِ سوم ہے یا

جیسے بعض الحیوان انسان ولا شیئ من الفرس بانسان
فبعض الحیوان لیس بفرس۔

ضرب رابع : صغرے سالبہ جزئیہ اور کبرے موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے
بعض الحیوان لیس بحمار و کل ناھق حمار فبعض
الحیوان لیس بناھق۔

شکل ثالث کی بھی دو شرطیں ہیں، اول یہ کہ صغرے موجبہ ہو، دوم یہ
کہ صغرے کبرے میں سے کوئی کلیہ ہو، خواہ دونوں کلیہ ہوں یا صرف صغریٰ کلیہ ہو
یا صرف کبرے کلیہ ہو۔

ضرب اول : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے
کل انسان حیوان و کل انسان ضاحک فبعض الحیوان
ضاحک۔

ضرب ثانی : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے سالبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے
کل انسان حیوان ولا شیئ من الانسان بفرس فبعض
الحیوان لیس بفرس۔

ضرب ثالث : صغرے موجبہ جزئیہ اور کبرے موجبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے بعض الحیوان انسان و کل حیوان متنفس فبعض
الانسان متنفس۔

ضرب رابع : صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبرے سالبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے بعض الحیوان انسان ولا شیئ من الحیوان بجماد
فبعض الانسان لیس بجماد۔

ضرب خامس : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے
جیسے کل انسان حیوان و بعض الانسان کاتب فبعض
الحیوان کاتب۔

ضرب سادس : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے سالبہ جزئیہ سے مرکب ہے
جیسے کل حیوان حساس و بعض الحیوان لیس بانسان
فبعض الحساس لیس بانسان۔

شکل رابع : کی علی سبیل البدلیۃ دو شرطیں ہیں، یا تو صغرے موجبہ کلیہ
اور کبرے موجبہ ہو، یا صغرے و کبرے میں کوئی کلیہ ہو اور دونوں
ایجاب و سلب میں مختلف ہوں۔

شکل رابع کی ضروب ناتجہ آٹھ ہیں :

ضرب اول : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے موجبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے کل انسان حیوان و کل ناطق انسان فبعض
الحیوان ناطق۔

ضرب ثانی : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے
جیسے کل انسان حیوان و بعض الاسود انسان فبعض
الحیوان اسود۔

ضرب ثالث : صغرے سالبہ کلیہ اور کبرے موجبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے لا شیئ من الانسان بحمار و کل ناطق انسان
فلا شیئ من الحمار بناطق۔

ضرب رابع : صغرے موجبہ کلیہ اور کبرے سالبہ کلیہ سے مرکب ہے

جیسے کل انسان حیوان و لاشیئ من الفرس بانسان
فبعض الحیوان لیس بفرس۔

ضرب خامس : صغرےٰ موجبہ جزئیہ اور کبرےٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے بعض الانسان اسود ولاشیئ من الحجر بانسان
فبعض الاسود لیس بحجر۔

ضرب سادس : صغرےٰ سالبہ جزئیہ اور کبرےٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے
جیسے بعض الحیوان لیس باسود وکل انسان حیوان
فبعض الاسود لیس بانسان۔

ضرب سابع : صغرےٰ موجبہ کلیہ اور کبرےٰ سالبہ جزئیہ سے مرکب ہے
جیسے کل انسان حیوان وبعض الاسود لیس بانسان
فبعض الحیوان لیس باسود۔

ضرب ثامن : صغرےٰ سالبہ کلیہ اور کبرےٰ موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے
جیسے لاشیئ من الانسان بحجر وبعض الاسود انسان
فبعض الحجر لیس باسود۔

واضح ہو کہ شکلِ رابع کی مذکورہ بالا شرائط اور آٹھ ضربیں متأخرین کے مسلک پر بیان کی گئی ہیں، رہے متقدمین تو ان کے مذہب پر شکلِ رابع کی مذکورہ بالا آٹھ ضروب میں صرف پہلی پانچ ضربیں منتج ہیں، باقی تین ضربیں یعنی ضرب سادس، سابع، ثامن ساقط الاعتبار ہیں اور ان کے نزدیک شکلِ رابع کی علی سبیل البدلیۃ تین شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں، یا تو صغرےٰ موجبہ کلیہ اور کبرےٰ موجبہ ہو، یا صغرےٰ اور کبرےٰ ایجاب وسلب میں مختلف ہونے کے ساتھ دونوں کلیہ ہوں،

یا صغرےٰ موجبہ جزئیہ اور کبرےٰ سالبہ کلیہ ہو۔

استقراء اور تمثیل کا بیان

استقراء : وہ حجت ہے جس سے کسی کلی کے اکثر افراد کا حکم اس کلی کے ہر فرد کے لئے ثابت کیا جائے جیسے الانسان و الفرس والبقر والقمری و العصفور وغیر ذلک مما شاهدناه من افراد الحیوان یحرک فکه الاسفل عند المضغ فثبت به ان کل حیوان یحرک فکه الاسفل عند المضغ، یعنی چونکہ اکثر افرادِ حیوان مثلاً انسان، گھوڑا، گائے، فاختہ، گوریا وغیرہ دیگر بہائم وطیور جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے وہ سب چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہیں، اس لئے معلوم ہوا کہ حیوان کا ہر فرد چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتا ہے۔

تمثیل : وہ حجت ہے جس سے کسی جزئی کا حکم دوسری جزئی میں اس بنیاد پر ثابت کیا جائے کہ حکم کی علت دونوں جزئیوں میں مشترک ہے جیسے الخمر حرام لانه مسکر وعصیر النخل[عه] ایضا مسکر فهو حرام اور جیسے الهرة[عه] لیست بنجسة لانها من الطوافین والفارة ایضا من الطوافین فهی لیست

عه یقال له فی الاردویة تاڑی، عه قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم الهرة لیست بنجسة فانها من الطوافین علیکم (اصول الشاشی بحث قیاس)

صناعاتِ خمس کا بیان

قیاس چونکہ ایک مرکب چیز ہے لہذا اس کے لئے مادہ اور صورت کا ہونا ضروری ہے۔ قیاس کی صورت و شکل کا تفصیلی بیان اوراقِ گذشتہ میں ہو چکا ہے۔ قیاس جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے وہ قیاس کے مادے کہلاتے ہیں جیسے کل انسان حیوان و کل حیوان جوھر فکل انسان جوھر؛ اس مثال میں کل انسان حیوان و کل حیوان جوھر، یہ دونوں قضیے قیاس کے مادے ہیں۔

مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں؛

(۱) برہان (۲) جدل (۳) خطابت (۴) شعر (۵) سَفْسَطَہ۔

ان پانچ قسموں کو صناعاتِ خمس اور موادِ اَقْیِسَہ بھی کہتے ہیں۔ بعض حضرات قیاس کی ان قسموں میں یائے نسبتی لگا کر یوں کہتے ہیں برہانی، جدلی، خطابی، شعری، سفسطی۔ ذیل میں سب کی تعریف تحریر کی جاتی ہے:-

برہان: اس قیاس کو کہتے ہیں جو صرف مقدماتِ یقینیہ سے مرکب ہو، خواہ سب مقدمات بدیہی ہوں یا سب نظری یا بعض بدیہی اور بعض نظری؛ یونہی سب عقلی ہوں یا سب نقلی یا بعض عقلی اور بعض نقلی جیسے:

۱: الاربعۃ منقسمۃ بمتساویین و کل منقسم بمتساویین فھو زوج فالاربعۃ زوج۔

اس مثال میں دونوں مقدمے عقلی بدیہی ہیں۔

۲: العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث۔

اس مثال میں دونوں مقدمے عقلی نظری ہیں۔

بنجسۃ، اور جیسے البیت[عہ] حادث لانہ مؤلف و العالم[عہ] ایضا مؤلف فھو حادث۔

مشقی سوالات

۱۔ مندرجہ ذیل اقیسہ صحیح ہیں یا نہیں؟ بر تقدیرِ ثانی عدمِ صحت کی وجہ بتاؤ۔

(۱) کل حیوان جسم و بعض الجسم حجر،

(۲) بعض الحیوان لیس بناطق و کل ناطق انسان،

(۳) کل انسان حیوان و کل فرس حیوان،

(۴) کل انسان حیوان و بعض الجسم لیس بحیوان،

(۵) بعض الحیوان لیس بانسان و بعض الحیوان لیس بناطق،

(۶) بعض الحیوان ضاحک و بعض الحیوان لیس بانسان۔

۲۔ مندرجہ ذیل نتیجے شکلِ اول کے طور پر ثابت کرو:-

- لاشیئ من المرتد بمغفور۔
- بعض الانسان لیس بناج۔
- بعض الحیوان لیس بناطق،
- لاشیئ من الفعل بفاعل۔
- کل انسان جوھر۔
- سیدنا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مطلع علی الغیب۔
- زید لا تجب علیہ الزکوۃ۔
- بکر تجب علیہ الصلوۃ۔

عہ گھر ۱۲ عہ جہان ۱۲

۳: العالم حادث ولا شیئ من الحادث بقدیم فالعالم لیس بقدیم۔

اس مثال میں مقدمۂ اولےٰ یعنی صغرےٰ عقلی نظری ہے اور مقدمۂ ثانیہ یعنی کبرےٰ عقلی بدیہی ہے۔

۴: جھوٹ بولنا عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالےٰ کے لئے محال بالذات ہے لہٰذا جھوٹ بولنا اللہ تعالےٰ کے لئے محال بالذات ہے۔

اس مثال میں مقدمۂ اولیٰ یعنی صغرےٰ عقلی بدیہی ہے اور مقدمۂ ثانیہ یعنی کبرےٰ عقلی نظری ہے۔

۵: سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکُلُّ رَسُوْلٍ مِّنَ اللّٰہِ مُظْھَرٌ[عہ] عَلَی الْغَیْبِ فَسَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُظْھَرٌ عَلَی الْغَیْبِ۔

اس قیاس برہانی کے دونوں مقدمے نقلی ہیں[عہ]۔

۶: رَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُظْھَرٌ عَلَی الْغَیْبِ وَکُلُّ مُظْھَرٍ عَلَی الْغَیْبِ مُطَّلِعٌ عَلَی الْغَیْبِ فَرَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُطَّلِعٌ عَلَی

عہ مظہر علی الغیب وہ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے غیب جاننے پر قابو دیا ۱۲

عہ قیاس مذکور کے صغریٰ کا نقلی ہونا اجلیٰ بدیہیات سے ہے اور رہا کبریٰ تو وہ قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ثابت ہے آیۂ کریمہ میں کلمۂ مَنْ الفاظ ایجاب کلی کا سور ہے اور مِنْ بالکسر بیانیہ ہے ۱۲

الْغَیْبِ۔

اس قیاس برہانی کا صغریٰ نقلی اور کبرےٰ عقلی ہے۔

پھر برہان کی دو قسم ہے: لِمّی اور اِنّی

لِمّی: وہ برہان ہے جس میں حدِ اوسط جس طرح ذہن میں نتیجہ کی نسبتِ ایجابیہ یا سلبیہ کے لئے علت ہے یونہی وہ واقع میں بھی علت ہے جیسے العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث۔

دیکھو اس قیاس میں حدِ اوسط یعنی متغیر جس طرح ذہن میں عالم کی طرف حدوث کی نسبتِ ایجابیہ کی علت ہے یونہی وہ نفس الامر میں بھی علت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے تمہارے ذہن میں حدوثِ عالم کا جو اعتقاد متحقق ہوا اس کی علت متغیر ہے، یونہی واقع میں عالم کے لئے جو حدوث ثابت ہے اس کی بھی علت متغیر ہے۔

اور جیسے کل انسان ناطق ولا شیئ من الناطق بفرس فلا شیئ من الانسان بفرس۔ تو اس قیاس میں حدِ اوسط یعنی ناطق جس طرح ذہن میں فرس کی نسبتِ سلبیہ کی علت ہے یونہی وہ واقع میں بھی علت ہے۔

اِنّی: وہ برہان ہے جس میں حدِ اوسط نتیجہ کی نسبتِ ایجابی یا سلبی کے لئے صرف ذہن میں علت ہے جیسے الاسد سباع وکل سباع حرام فالاسد حرام۔

دیکھو اس قیاس میں حدِ اوسط یعنی سباع صرف ذہن میں حرمتِ اسد کی علت ہے کیونکہ واقع میں حرمتِ اسد کی علت سباع نہیں بلکہ حکم شرع ہے۔

اور جیسے زید سریع النبض وکل سریع النبض محموم

فزید محموم (زید کی نبض تیز چل رہی ہے اور جس کی نبض تیز چلے اس کو بخار ہے لہٰذا زید کو بخار ہے)

دیکھو اس قیاس میں حدِ اوسط یعنی سرعتِ نبض صرف ذہن میں محمومیتِ زید کی علت ہے، واقع میں نہیں۔

جدل : وہ قیاس ہے جو مقدماتِ مشہورہ یا مسلمہ سے مرکب ہو جیسے ڈاکو خونریز مجرم ہے اور ہر خونریز مجرم کی سزا قتل ہے لہٰذا ڈاکو کی سزا قتل ہے۔

اور جیسے ضرب زید میں زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہے لہٰذا زید مرفوع ہے۔

یہ دونوں قیاس مقدماتِ مشہورہ سے مرکب ہیں۔

اور جیسے : مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، ابوجہل، ابولہب انسان ہیں اور تمام انسان آپس میں بھائی ہیں لہٰذا مولوی اسمٰعیل دہلوی مولوی اشرف علی تھانوی، ابوجہل، ابولہب آپس میں بھائی ہیں۔

اس قیاس کا مقدمۂ ثانیہ یعنی کبرےٰ مسلم بین الوہابیہ ہے چنانچہ وہابیوں کی مستند کتاب تقویۃ الایمان ص۵۸ میں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں"

اور جیسے وہابیوں کے اعتقاد میں مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی ولی ہیں اور وہابیوں کے نزدیک تمام اولیاء اللہ تعالےٰ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں لہٰذا مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

اس قیاس کا صغرےٰ اور کبرےٰ دونوں مسلم بین الوہابیہ ہے صغریٰ کا

مسلّم ہونا تو تذکرۃ الرشید حکیم الامت وغیرہ کتابوں سے ثابت ہے اور رہا کبریٰ کا مسلّم ہونا تو وہ تقویۃ الایمان ص۴۲ کی اس عبارت :

"اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"

سے ثابت ہے۔

خطابت : وہ قیاس ہے جو مقدماتِ ظنّیہ سے مرکب ہو جیسے "زید رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کر گھومتا ہے، اور جو شخص رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کر گھومے وہ چور ہے لہٰذا زید چور ہے"

ہدایت

جن حضرات کے زہد و ریاض اور عقل و شعور کے متعلق لوگوں کو حسنِ ظن رہتا ہے مثلاً اولیائے کرام و حکمائے اعلام، ان کے اقوال کو قضایائے مقبولہ کہتے ہیں، پھر چونکہ قضیۂ مقبولہ، قضیۂ ظنیہ ہی کی ایک قسم ہے اس لئے قضایائے مقبولہ سے جو قیاس مرکب ہوگا اسے بھی قیاسِ خطابی کہیں گے، رہے حضرات انبیائے عظام صلی اللہ تعالےٰ علیٰ نبیّنا و علیہم وسلم، تو ان کے ارشاداتِ مقدسہ سے جو قیاس مرکب ہوگا وہ قیاس برہانی ہوگا کیونکہ ان کے اخبارِ صادقہ کی حقانیت و واقعیت پر معجزاتِ باہرہ و بیناتِ قاہرہ کی ربانی مہر ثبت ہے۔ ہاں ان مقدس حضرات کی طرف منسوب وہ ارشادات جو ہم تک صرف خبر واحد کے ذریعہ پہنچے ہیں، ان سے جو قیاس مرکب ہوگا وہ برہانی نہ ہوگا۔

شعر : وہ قیاس ہے جو قضایائے مخیّلہ سے مرکب ہو جیسے مندرجہ ذیل قول جس میں شاعر نے اپنے محبوب کے جسمِ نازک کی تصویر کھینچی ہے ؎

نازک بدن چنانکہ چوں آں رود در آب   چوں پائے بر حباب نہد آبلہ فتد

یعنی میرا محبوب پانی پر چلتے ہوئے جب حباب (بلبلے) پر گزرتا ہے تو اس کے پاؤں پر چھالے اور آبلے پڑ جاتے ہیں اور ہر وہ شخص جس کا حال ایسا ہو وہ انتہائی نازک بدن ہے لہٰذا میرا محبوب انتہائی نازک بدن ہے۔

اور جیسے ؎

کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے

شاعر نے اس قول میں اپنے ممدوح کی بے مثل بہادری کا نقشہ پیش کیا ہے۔

قیاس کی صورت یہ ہے : میرا ممدوح میدانِ جنگ میں جب اترتا ہے تو اس کے زورِ بازو اور شیرانہ حملوں کو دیکھ کر زمین تو زمین آسمان کانپنے لگتا ہے اور ہر وہ شخص جس کا یہ حال ہو وہ شجاعت و بسالت میں بے مثل ہے لہٰذا میرا ممدوح شجاعت و بہادری میں بے مثل ہے۔

مناطقہ کے نزدیک شعر کے لئے وزن و قافیہ کا ہونا ضروری نہیں لیکن اگر ہو تو بہتر ہے لہٰذا قضایائے مخیلہ منثورہ سے اگر کوئی قیاس مرکب ہو تو اُسے بھی قیاسِ شعری کہیں گے۔

مخیّلہ : وہ قضیہ ہے جس کے ذہن میں آنے سے نفس کے لئے انبساط یا انقباض پیدا ہو یعنی جس قضیہ کو سُن کر کسی چیز سے رغبت، دلچسپی یا نفرت، کراہت ہونے لگے، وہ مخیلہ ہے۔

سفسطہ : وہ قیاس ہے جو مقدماتِ وہمیہ کاذبہ یا قضایائے کاذبہ مشابہ بہ صادقہ سے مرکب ہو جیسے "میرے کانوں میں کلی وجزئی کی آواز کا مفہوم موجود ہے اور ہر موجود قابلِ اشارہ حسیہ ہے لہٰذا میرے کانوں میں کلی وجزئی کی آواز کا مفہوم قابلِ اشارہ حسیہ ہے"۔

اس مثال میں صغریٰ اور کبریٰ دونوں وہمی کاذب ہیں۔

اور جیسے کسی انسان کی تمثال (مجسمہ) کو کہا جائے ھٰذا انسان وکل انسان ذو حیٰوۃ فھٰذا ذو حیٰوۃ۔

اس مثال میں صغریٰ کاذب مشابہ بہ صادق ہے۔

واضح ہو کہ قیاس سفسطی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے دونوں مقدمے وہمیہ کاذبہ یا مشتبہ ہوں بلکہ اس کے کسی ایک مقدمہ کا وہمیات کاذبہ یا مشبہات سے ہونا کافی ہے۔ اور قیاس برہانی کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے دونوں مقدمے یقینی ہوں، تو اگر قیاس برہانی کا کوئی ایک مقدمہ ظنی ہو تو وہ قیاس برہانی نہ ہوگا۔ اور رہے درمیان کے اقیسہ جدلی، خطابی، شعری تو ان سب کے لئے یہ شرط ہے کہ ان کی تعریف میں جن مقدمات کا ذکر ہوا ہے ان سے ادون مقدمہ ان قیاسات میں نہ ہو مثلاً مقدمہ مشہورہ اور مسلمہ سے اَدْوَن مقدمہ ظنیہ ہے تو قیاس جدلی کا کوئی مقدمہ ظنیات سے نہ ہونا چاہئے، ہاں اگر یقینیات سے ہو تو درست ہے اور مقدمہ ظنیہ سے ادون مخیلہ ہے تو قیاس خطابی کا کوئی مقدمہ مخیلات سے نہ ہونا چاہئے لیکن اگر اس کا کوئی مقدمہ مشہورات یا یقینیات سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور مقدمہ مخیلہ سے اَدْوَن مقدمہ وہمیہ کاذبہ اور مقدمہ مشتبہ ہے لہٰذا قیاس شعری کے کسی مقدمہ کا وہمیات کاذبہ یا مشتبہات سے ہونا جائز نہیں۔

مغالطہ کا بیان

مغالطہ: وہ قیاس ہے جس کے مادہ یا صورت یا دونوں میں فساد اور خرابی ہو
جیسے "ہوا غیر مُبصَر ہے اور کوئی غیر مبصر جسم نہیں لہٰذا ہوا جسم نہیں۔"
یہ قیاس فاسد المادہ ہے کیونکہ مقدمۂ ثانیہ یعنی کبریٰ کاذب ہے۔
اور جیسے "حیوان جسم ہے اور بعض جسم پتھر ہیں لہٰذا حیوان پتھر ہے۔"
یہ قیاس باعتبار صورت فاسد ہے کیونکہ مقدمۂ ثانیہ یعنی کبریٰ جزئیہ ہے۔
اور جیسے الانسان حیوان و بعض الحیوان جنس فبعض الانسان جنس۔
یہ قیاس مادہ اور صورت دونوں کے اعتبار سے فاسد ہے اس لئے کہ مقدمۂ ثانیہ یعنی کبرےٰ کاذب اور جزئیہ ہے۔

الانتباہ

قیاس مغالطہ، قیاس سفسطی سے عام ہے کیونکہ جس قیاس کی صورت میں فساد ہو وہ قیاس[عہ] مغالطہ تو ہے لیکن قیاس سفسطی نہیں ہے۔
ذیل میں سوال وجواب کے طرز پر چند قیاس مغالطات پیش کر کے ان کے اسباب غلط کی توضیح تحریر کی جاتی ہے۔

سوال: الفرات[عہ] عین وکل عین یستضیئ بہا العالم فالفرات یستضیئ بہا العالم؛ اس قیاس مغالطہ میں سبب غلط کیا ہے؟

عہ فاسد الصورۃ مغالطہ درحقیقت قیاس نہیں لیکن صحیح الصورۃ قیاس سے ہم شکل ہونے کے باعث اس کو قیاس کہا جاتا ہے ۱۲ عہ عراق عرب میں ایک مشہور دریا کا نام ہے ۱۲

جواب: قیاس کی صحت کے لئے حدِ اوسط کی تکرار شرط ہے اور وہ اس قیاس میں مفقود ہے کیونکہ عین صغریٰ میں بمعنی چشمہ اور کبریٰ میں بمعنی آفتاب ہے۔

سوال: زید شیر ہے اور ہر شیر درندہ جانور ہے لہٰذا زید درندہ جانور ہے؛ اس قیاس میں وجہ غلط کیا ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حدِ اوسط کی تکرار مفقود ہے کیونکہ شیر صغریٰ میں بمعنی مجاز ہے اور کبرےٰ میں بمعنی حقیقت ہے۔

سوال: الانسان ناطق ولا شیئ من الناطق من حیث ھو ناطق فلا شیئ من الانسان بحیوان۔ اس قیاس میں منشأ غلط کیا ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حدِ اوسط مکرر نہیں ہے اس لئے کہ ناطق صغریٰ میں مطلق اور کبرےٰ میں مقید ہے۔

سوال: الانسان ناطق من حیث ھو ناطق ولا شیئ من الناطق من حیث ھو ناطق بحیوان فلا شیئ من الانسان بحیوان؛ اس قیاس میں سبب غلط کیا ہے؟

جواب: اس قیاس کے مادے میں فساد ہے کیونکہ صغریٰ یعنی الانسان ناطق من حیث ھو ناطق، قضیہ کاذبہ ہے۔

سوال: قیاس مذکور بالا کے صغرےٰ کا بطلان بہ وضاحت بیان کیجئے۔

جواب: ناطق، انسان کا ذاتی ہے اور ذات کے لئے ذاتیات کا ثبوت کسی علت سے وابستہ نہیں ہوتا اور یہاں الانسان ناطق کے لئے من حیث ھو ناطق کو علت قرار دیا گیا ہے اس لئے یہ صغریٰ باطل اور کاذب ہے۔

سوال: الانسان ناطق ولا شیئ من الناطق بحیوان فلا شیئ

من الانسان بحیوان۔ یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: اس لئے کہ اس قیاس کا کبریٰ کاذب ہے کیونکہ ناطق، انسان کی فصل اور حیوان، اس کی جنس ہے اور کسی ماہیت کی جنس کو اس کی فصل سے مسلوب کرنا باطل ہے اور یہاں قیاس مذکور کے کبریٰ میں ناطق سے حیوان کو مسلوب کیا گیا ہے۔

سوال: زید بشر و کل بشر انسان فزید انسان یہ قیاس صحیح ہے یا غلط؟

جواب: یہ قیاس غلط ہے کیونکہ صغریٰ اور نتیجہ دونوں بعینہٖ ایک ہیں۔

سوال: الجالس فی السفینۃ متحرک و کل متحرک لایثبت فی موضع واحد فالجالس فی السفینۃ لا یثبت فی موضع واحد، اس قیاس کے غلط ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: قیاس مذکور میں حد اوسط مکرر نہیں اس لئے کہ صغریٰ میں متحرک سے مراد متحرک بالعرض اور کبریٰ میں متحرک سے متحرک بالذات مراد ہے۔

سوال: الانسان لہ شعر و کل شعر ینبت فالانسان ینبت یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط کی تکرار مفقود ہے کیونکہ صغریٰ میں لہ شعر، حد اوسط ہے اور کبریٰ میں صرف شعر کو اوسط قرار دیا گیا حالانکہ شعر حد اوسط کا جز ہے۔

سوال: الساکت متکلم ولا شیئ من المتکلم بساکت لیس بساکت اس قیاس کے غلط ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب: اس قیاس میں بھی حد اوسط مکرر نہیں کیونکہ صغریٰ میں متکلم بالقوہ اور

کبریٰ میں متکلم بالفعل مراد ہے۔

سوال: کل انسان حیوان والحیوان جنس فکل انسان جنس یہ قیاس کیوں غلط ہے؟

جواب: شکل اول کے انتاج کی دوسری شرط کلیت کبریٰ ہے اور وہ یہاں مفقود ہے اس لئے یہ قیاس غلط ہے۔

سوال: کل انسان حیوان و کل حیوان جنس فکل انسان جنس، یہ قیاس تو صحیح ہونا چاہیئے کیونکہ کبریٰ کلیہ ہے۔

جواب: یہ قیاس بھی باطل ہے کیونکہ اس کے کبریٰ میں جنسیت کا حکم افراد حیوان پر کیا گیا ہے اور یہ باطل ہے۔

سوال: انسان مرغی کھاتا ہے اور مرغی غلیظ کھاتی ہے لہٰذا انسان غلیظ کھاتا ہے۔ اس قیاس کے عدم صحت کی وجہ بیان کیجئے۔

جواب: اس قیاس میں حد اوسط کی تکرار نہیں اس لئے غلط ہے، ذیل میں تمہاری آسانی کے لئے ہم قیاس مذکورہ بالا کو منطقی سانچہ میں پیش کر کے اس کا غلط ہونا واضح کرتے ہیں۔

"انسان کی خوراک مرغی ہے اور مرغی کی خوراک غلیظ ہے لہٰذا انسان کی خوراک غلیظ ہے"، دیکھو صغریٰ میں حد اوسط مرغی اور کبریٰ میں "مرغی کی خوراک" ہے جس سے ثابت ہوا کہ قیاس مذکور بالا میں حد اوسط مکرر نہیں لہٰذا یہ قیاس باطل ہے۔

الانتباہ

عزیز بچو! تمہیں اکثر مغالطات ایسے ہی پیش آئیں گے جن میں حد اوسط کی تکرار مفقود ہوگی لہٰذا امتحان کے وقت قیاس مغالطہ میں سب سے پہلے اس بات

کی جانچ پڑتال کرو کہ حدِ اوسط مکرر ہے یا نہیں، اگر حدِ اوسط مکرر ہو تو دیگر سببِ غلط تلاش کرو۔

سوال: اگر کوئی شخص امکانِ کذبِ الٰہی کے ثبوت میں دلیل پیش کرتے ہوئے یوں کہے کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور جھوٹ بولنا ایک شے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور جب جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو جھوٹ بولنا اس کے لئے ممکن ہوا جس سے ثابت ہوا کہ مسئلۂ امکانِ کذبِ الٰہی حق ہے، تو اس مغالطہ کا کیا جواب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے جیسا کہ برہانِ قطعی سے ثابت ہو چکا ہے اور کوئی محال زیرِ قدرت نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیرِ قدرت نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیرِ قدرت نہیں تو اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اور جب ممکن نہیں تو ثابت ہو گیا کہ مسئلۂ امکانِ کذبِ الٰہی باطل محض ہے۔

شرح عقائد جلالی عہ میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات و لا تشملہ القدرۃ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے لہٰذا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اور نہ وہ زیرِ قدرت ہے۔

واضح ہو کہ مفہوم کی تین قسم ہے واجب، ممکن، محال۔

واجب وہ ہے جس کا وجود ضروری ہو جیسے ذاتِ باری تعالیٰ۔

عہ سبحٰن السبوح، ص ۱۳ ۔ ۱۲

ممکن: وہ ہے جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم جیسے تمام مخلوقات۔

محال: وہ ہے جس کا عدم ضروری ہو یعنی جو وجود کو قبول نہ کر سکے جیسے شریکِ باری تعالیٰ۔

شرح مقاصد عہ میں ہے لا شیئ من الواجب و الممتنع بمقدور یعنی کوئی واجب اور کوئی محال زیرِ قدرت نہیں کیونکہ اگر واجب زیرِ قدرت ہو گا تو واجب نہ رہ جائے گا اور رہا محال کا زیرِ قدرت نہ ہونا تو اس لئے کہ محال اس کو کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب کوئی محال زیرِ قدرت ہو گا تو وہ موجود ہو سکتا ہے تو پھر محال نہ رہا۔ اس کو یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو اگر دوسرا خدا زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو دوسرا خدا محال نہ رہا اور دوسرا خدا محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔

اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر نہ ہو گا تو اس کی قدرت ناقص ہو جائے گی، سراسر باطل ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلقِ قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ شرح مواقف عہ میں ہے علمہ تعالی یعم المفہومات کلہا الممکنۃ و الواجبۃ و الممتنعۃ فہو اعم من القدرۃ لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات یعنی علمِ الٰہی، ممکن، واجب، محال سب کو شامل ہے تو وہ قدرتِ الٰہیہ سے عام ہے کیونکہ قدرتِ الٰہیہ صرف ممکنات سے متعلق ہے، واجبات اور محالات سے نہیں، اور جب ثابت ہو گیا کہ زیرِ قدرت صرف ممکنات ہیں تو آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں کل شیئ سے مراد کل ممکن ہے جس کا معنٰی یہ ہوا کہ ہر ممکن زیرِ قدرتِ الٰہی ہے اور چونکہ اللہ

عہ سبحٰن السبوح، ص ۷ ۔ ۱۲ عہ ایضاً، ص ۷ ۔ ۱۲

تعالیٰ کا جھوٹ ہونا ممکن نہیں اس لئے وہ اس کل شیئ میں داخل نہیں، اور رہا آیتِ مقدسہ وھو بکل شیئ علیم کا ارشاد تو اس میں کل شیئ سے کل مفہوم مراد ہے لہذا اس کل شیئ میں واجب، ممکن، محال، قدیم، حادث، کلی، جزئی، موجود، معدوم، مفروض، موہوم سب داخل ہیں۔

خاتمہ

بدیہی، نظری

پیارے بچو! تم تصور اور تصدیق کا بیان پڑھ چکے ہو، اب ہم ذیل میں ان دونوں کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔

تصور کی دو قسم ہے، تصورِ بدیہی، تصورِ نظری، یونہی تصدیق کی بھی دو قسم ہے تصدیق بدیہی، تصدیق نظری۔

تصورِ بدیہی: وہ تصور ہے جو غور و فکر کے بغیر حاصل ہو جیسے خوشبو، بدبو، گرمی، سردی، پھیکے، میٹھے، کڑوے کا تصور، تصورِ بدیہی ہے۔

تصورِ نظری: وہ تصور ہے جس کے حاصل کرنے میں غور و فکر کرنا پڑے جیسے انسان، حیوان، فرس کی حقیقتوں کا تصور، تصورِ نظری ہے۔

تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جو فکر و کسب کے بغیر حاصل ہو جیسے شکر میٹھی ہے، برف سرد ہے، چار کا دونا آٹھ ہے، زمین جفت نہیں، ان قضیوں کا اذعان تصدیق بدیہی ہے۔

تصدیق نظری: وہ تصدیق ہے جس کا حصول غور و فکر سے ہو جیسے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سارے جہان سے افضل ہیں، عالم قدیم نہیں۔ ان قضیوں کا اذعان تصدیقِ نظری ہے۔

موضوع

فن میں جس کے عوارض[عہ] یعنی حالات بیان کئے جاتے ہیں، اسے فن کا موضوع کہتے ہیں، مثلاً علمِ جغرافیہ کا موضوع زمین، فنِ حساب کا موضوع عدد، فنِ طب کا موضوع بدنِ انسان اور علمِ نحو کا موضوع کلمہ و کلام ہے، رہی یہ بات کہ منطق کا موضوع کیا ہے تو چونکہ فنِ منطق میں مُعرِّف اور حجت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اس لئے منطق کا موضوع معرف اور حجت ہے۔

منطق کی تعریف و غایت

منطق: وہ فن ہے جس کے اصول و قوانین کی پابندی ذہن کو نظر و فکر کی غلطی سے بچاتی ہے۔

غرض و غایت: ذہن کو نظر و فکر کی غلطی سے بچانا۔

نظر و فکر

نظر: چند امورِ معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا جس سے امرِ مجہول حاصل ہو جائے، نظر کا دوسرا نام فکر ہے مثلاً زید کو جوہر اور قابلِ ابعادِ ثلاثہ کا الگ الگ تصور حاصل ہے لیکن اسے جسم کی حقیقت معلوم نہیں، وہ پوچھتا ہے کہ الجسم ماھو؟ یعنی جسم کی حقیقت کیا ہے؟ ہم جسم کی جنس و فصل کو ترتیب دے کر اس کو یوں جواب دیں گے الجسم جوھر قابل للابعاد الثلاثہ۔ اب اسے جسم کا تصور جو اس کے لئے امرِ مجہول تھا، حاصل ہو جائے گا۔

اور جیسے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع مخلوقات سے افضل ہیں۔

عہ عوارض سے مراد عوارضِ ذاتیہ ہیں ۱۲

اس قضیہ کی تصدیق حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے یہاں اس طرح صغریٰ اور کبریٰ ترتیب دینا ہوگا :

۱: سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، تمام مخلوق کے رسول ہیں۔

۲: جو تمام مخلوق کا رسول ہو وہ ساری مخلوق سے افضل ہے۔

پس مذکورہ بالا معلوماتِ تصدیقی کے اس مرتب مجموعے سے کھلے طور پہ ثابت ہو گیا کہ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

سوال : مذکورہ بالا صغریٰ کہاں سے ثابت ہے ؟

جواب : مسلم شریف جلد اول ص۱۹۹ میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی میں تمام مخلوق کا رسول قرار دیا گیا ہوں۔ اسی حدیثِ مقدس سے صغریٰ ماخوذ و ثابت ہے۔

سوال : کبرےٰ کہاں سے ثابت ہے ؟

جواب : مُرسَل بمعنیٰ اصطلاحی مُرسَل الیہ سے افضل ہونا بدیہی ہے۔

سوال : سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے یا محال ؟

جواب : سرکارِ رسالت تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات ہے۔

سوال : اس دعویٰ پر صغریٰ، کبریٰ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

جواب : ۱: سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

۲: جو آخر الانبیاء ہو اس کی نظیر محال بالذات ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات ہے، اس قیاس کا صغریٰ اور کبرےٰ عقلی ہے۔

سوال : کبرےٰ کی صحت واضح کریں۔

جواب : آخر الانبیاء ایسا وصفِ عنوانی ہے جس کا صرف ایک ہی مصداق متحقق ہو سکتا ہے، اس کا دوسرا مصداق عقلاً محال ہے اور جب آخر الانبیاء کا دوسرا مصداق ممکن نہیں تو اس کی نظیر ضرور محال ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قد تم ھٰھنا بنعمت تعالیٰ رب العٰلمین ثم بعون رسولہ سیدنا محمد رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم من مباحث المنطق ما لابد منہا للمبتدئین من الطلبۃ، اللّٰھم یا ربنا یا ربنا یا ربنا یا ربنا ارزقنا حسن الخاتمۃ وامتنا علیٰ عقائد اھل السنۃ وایمانہم وارزقنا زیارۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم ابدا فی الدنیا والاٰخرۃ وعند الموت وفی القبر وارزقنا شفاعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یوم القیٰمۃ وارزقنا اتباع سنن حبیبک سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم، اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ نبینا العالم بما کان وما یکون سیدنا محمد المصطفیٰ شفیع المذنبین وعلیٰ اٰلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین وازواجہ امہات المؤمنین وعلیٰ ابنہ السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی والمجدد الامام احمد رضا البریلوی۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

شرف ملت، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصانیف اور تراجم

مطالع المسرات

﴿شرح دلائل الخیرات﴾

لائل الخیرات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
گاہ ناز میں پیش کیے جانے والے درود و سلام کا وہ
دس مجموعہ جسے پوری دنیا میں انتہائی عقیدت
ترام سے پڑھا جاتا ہے علامہ محمد مہدی فاسی
اللہ تعالیٰ نے "مطالع المسرات" کے نام سے
ی کی عظیم الشان شرح لکھی جو علم و فضل اور عشق
ت کا بیش بہا خزانہ ہے، اردو میں اس کا سلیس
ہ پہلی بار منظر عام پر۔ قیمت=/350

عقائد و نظریات

ترجمہ ﴿... عقائد اهل السنة﴾

سنت وجماعت کے بعض عقائد کتاب و سنت اور
دات سلف صالحین کی روشنی میں اس وضاحت
ساتھ بیان کیے گئے ہیں کہ اس کے مطالعہ کے
صرف اتنی ضرورت رہ جاتی ہے کہ قاری اپنے
ے پوچھے کہ حق اور سچ کیا ہے؟ اور "البریلویہ"
کتاب میں احسان الٰہی ظہیر کے اٹھائے ہوئے
و شبہات کی حیثیت کیا ہے؟

قیمت=/150

تعارف فقہ وتصوف

ترجمہ "تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف"

پیش نظر کتاب میں شیخ محقق امام اہل سنت شاہ
عبدالحق محدث دہلوی نے فقہ و تصوف کے حسین
امتزاج، ظاہر و باطن کی ہم آہنگی اور فقہاء و صوفیہ کے
درمیان مصالحت کی قابل قدر کوشش کی ہے۔ اگر
آج کے فقہاء تصوف سے آشنا اور صوفیہ فقاہت کے
حامل ہوں تو معاشرہ میں صالح انقلاب آسکتا ہے
ممدوح مترجم نے اس کا رواں دواں ترجمہ کیا ہے۔

قیمت=/120

اسلامی عقائد

ترجمہ ﴿ادلة اهل السنة والجماعة﴾

عالم اسلام کے نامور فاضل علامہ سید یوسف سید
ہاشم رفاعی (کویت) کی تصنیف لطیف کا ترجمہ جس
میں عظمت و مقام مصطفےٰ ﷺ، توسل، تبرک، میلاد
شریف وغیرہ مسائل پر فاضلانہ گفتگو کے ساتھ سنت
اور بدعت کا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے، علامہ سید محمد
علوی مالکی اور شیخ عبداللہ ابن منیع (نجدی) کے درمیان
زیر بحث آنے والے اسلامی عقائد و معمولات
پر محققانہ تبصرہ۔ قیمت=/95